ف ص
249

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شیخ شیوخ العالم حضرت خواجہ فریدالدین مسعود گنج شکر

عرف

حضرت باباصاحب

کے مختصر حالاتِ زندگی

نوشتہ

سید مسلم نظامی دہلوی
خواہرزادہ حضرت محبوب الٰہی رح

"ادارہ تصوف" اردو منزل پاکپتن شریف

بار دوم۔ تعداد۔ ۱۰۰۰

قیمت :- ایک روپیہ دو پیسہ

ذخیرہ

پیش لفظ!

نحمدہٗ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم

یا اللہ تیری حمد وثنا کرتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ جس شان اور کیفیت کے ساتھ تو پہلے تھا ویسا ہی اب بھی ہے اَلْآنَ کَمَا کَانَ اور ہمیشہ رہے گا۔

جہاں را بلندی و پستی توئی ندانم چہ ہرچہ ہستی توئی

مولا کریم تو اپنے تعین اول اور مظہر کامل سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنے اسم اعظم کے طفیل رحمت تامہ نازل فرما۔ اور ان کے آلِ اطہار اور اصحاب اخیار اور متبعین پر بھی۔

اس حمد وثنا کے بعد کاتب الحروف سید مسلم نظامی دہلوی خواہرزادہ حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاءؒ عرض کرتا ہے کہ یہ کتابچہ حضرت شیخ شیوخ العالم بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالات میں ہے۔ جس کو اس لئے لکھا ہے کہ آپ کے حالات زندگی سے لوگ زیادہ سے زیادہ واقف ہوں۔ اور ان میں آپ کی

Marfat.com

اتباع کا جذبہ خیر پیدا ہو۔

حضرت بشر حافی رحؒ نے فرمایا کہ ایک گروہ ہے انتقال شدہ لوگوں کا جن کے ذکر سے قلوب زندہ ہوتے ہیں۔ اور اس قدسی گروہ کے برخلاف ایک گروہ ہے زندوں کا جن کی دید سے دل مردہ ہو جاتے ہیں"۔ بری صحبت کی مثال اس زہریلے سانپ کی سی ہے جس کی ایک نظر سے آدمی کی موت واقع ہو جاتی ہے"۔ اس زمانہ میں مرشد کامل کی صحبت کے بعد ایسی کتابیں جن میں اولیاء اللہ کے حالات زندگی اور ان کی قدسی تعلیم ہو۔ بہترین ہم نشین ہیں۔

اس کتابچہ میں حضرت باباصاحب کے جتنے واقعات زندگی درج ہیں وہ سب معتبر اور مستند کتابوں سے لئے گئے ہیں۔ حضرت کے آستانہ عالیہ پر آنے والے اکثر اصحاب کی یہ خواہش ہوتی ہے۔ کہ آپ کے صحیح حالات کا علم حاصل کیا جائے۔ اس لئے صاحب ذوق اور عقیدت مند حضرات کو مطلع کرتا ہوں کہ میں نے کئی سال کی محنت کے بعد حضرت باباصاحبؒ کے نہایت معتبر اور مستند حالات چھ سو صفحات میں "انوار الفریدیؒ" کے نام سے شائع کئے ہیں۔ اب یہ کتابچہ تبلیغ تصوف کی غرض سے شائع کرتا ہوں تاکہ عدیم الفرصت لوگ اور طالب علم اور کم تعلیم یافتہ عورتیں بھی حضرت کے حالات سے واقف

Marfat.com

ہو جائیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری اس کاوش و کوشش کو حضرت
باباصاحبؒ کے طفیل قبول فرمائے اور اس کے مطالعہ سے لوگوں میں
قبولیت حق کی استعداد پیدا ہو۔ آمین ثم آمین۔

خاکپائے درویشاں

سید مسلم نظامی۔ دہلوی

"اردو منزل" پاکپتن شریف

Marfat.com

نسبت

میں اپنے اس کتابچہ کو اس نسبت و تعلق
کی بناء پر جو مجھ کو حضرت بابا صاحبؒ اور حضرت
سلطان المشائخؒ سے اور پیرزادہ عبدالجید صاحب
کو حضرت مخدوم نصیرالدین محمود چراغ دہلویؒ
اور خواجہ موسٰے صاحبؒ سے ہے ۔
آپکے نام سے منسوب کرتا ہوں

سید مسلم نظامی دہلوی

Marfat.com

پاکپتن شریف

پاک پتن شریف کا قدیم نام اجودھن ہے[1] یہ مشہور قصبہ مغربی پاکستان کے ضلع منٹگمری میں لاہور سے ملتان جانے والی سڑک پر واقع ہے۔ کسی زمانہ میں یہ جالو کیہ خاندان کی راجدھانی رہا ہے۔ اس وقت اس کا نام اجھیل پتن یا اجھیل واڑہ تھا اور شہنشاہ اکبر کے حکم سے اس کا نام پتن بابا فرید یا پاک پتن رکھا گیا۔[2]

حضرت بابا صاحب کے بزرگوں کا حال

حضرت بابا صاحبؒ کے دادا کا نام قاضی شعیبؒ تھا جو بادشاہ کابل فرخ شاہ کی اولاد میں تھے۔ جن کا سلسلہ نسب چند واسطوں سے خلیفہ دوم حضرت امیر المومنین عمر فاروقؓ سے جا ملتا ہے۔ قاضی شعیبؒ اپنے والد کی شہادت کے بعد ۵۵۲ھ مطابق ۱۱۵۷ء میں اپنے اہل و عیال کے ساتھ کابل سے لاہور آئے اور پھر لاہور سے قصور ہوتے ہوئے ملتان چلے گئے

---

[1] واقعات دار الحکومت دہلی ص ۱۵-۱۶۔
[2] آئین اکبری ص۔ تاریخ فرشتہ۔

Marfat.com

جو ضلع ملتان میں واقع ہے۔ اور اب اس کو چاولی مشائخ کہا جاتا ہے۔ کھتوال میں قاضی شعیبؒ نے اپنے منجھلے لڑکے قاضی جمال الدین سلیمانؒ کی شادی شیخ وجیہہ الدین خجندی عباسیؒ کی دختر بی بی قرسم خاتونؒ سے کی۔ شیخ جمال الدین سلیمانؒ کے ایک بھائی کا نام شیخ عبداللہ تھا۔ جن کی اولاد میں شیخ احمد سرہندی عرف مجدد الف ثانیؒ ہوئے ہیں۔

پیدائش

شیخ جمال الدین سلیمانؒ کے ہاں بی بی قرسم خاتونؒ کے بطن سے پہلے شیخ اعزاز الدین محمودؒ پھر شیخ فرید الدین مسعودؒ اور آخر میں شیخ نجیب الدین متوکلؒ پیدا ہوئے۔

بابا صاحب قبلہ کی پیدائش ۵۷۱ھ میں ہوئی اور آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت کھتوال میں ہوئی اور یہیں آپ نے درسی کتابیں پڑھیں۔ اور قرآن شریف حفظ کیا۔ اس کے بعد آپ اعلیٰ تعلیم کے لئے ملتان چلے گئے جو اُن دنوں علم و فضل کا مرکز تھا اور قبۃ الاسلام کہلاتا تھا۔ ملتان میں آپ نے حلوائی کی سرائے کے قریب مسجد

لہ اس جگہ بابا صاحبؒ کے والدؒ۔ داداؒ اور چچاؒ کے مزارات ہیں۔

Marfat.com

مولانا منہاج الدین ترمذی میں قیام فرمایا اور تعلیم شروع کی۔ اس وقت آپ کی عمر ۱۲ یا ۱۳ سال تھی۔ اس زمانے میں آپکا یہ معمول تھا کہ دن رات میں ایک قرآن شریف ختم کیا کرتے تھے۔

باباصاحب کے پیرومرشد

اس مسجد میں جناب باباصاحب ایک دن کتاب نافع پڑھ رہے تھے کہ قطب عالم حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ یہاں تشریف لائے۔ حضرت بختیار کاکیؒ مرید وخلیفہ و جانشین ہیں سلطان الہند خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کے۔ آپ نے جناب باباصاحبؒ کو مطالعہ کرتے ہوئے دیکھا تو پوچھا! مسعود کیا پڑھتے ہو؟ آپ نے جواب دیا نافع۔ حضرت نے پھر سوال کیا۔ کیا اس سے تم کو نفع ہوگا؟ باباصاحبؒ نے جواب دیا کہ مجھ کو تو انشاءاللہ آپ کی صحبت سے نفع ہوگا۔ یہ کہہ کر آپ نے حضرت قطب الاقطاب کے قدموں پر سر[1] رکھ دیا۔ حضرت نے سر اٹھایا اور باباصاحب نے یہ رباعی پڑھی ؎

مقبول تو جز مقبل جاوید نشد　　　　در لطف تو ہیچ بندہ نومید نشد

---

[1] خیر المجالس ص۱۴۰

Marfat.com

عونت بکدام ذرہ پیوست دمے کان ذرہ بہ از ہزار خورشید نشد

پھر فرمایا تکمیل علم کے بعد میرے پاس دہلی آنا۔ انشاءاللہ اپنی مراد کو پہنچو گے۔

جناب باباصاحبؒ نے جب ملتان میں تعلیم سے فراغت پائی تو مزید تحصیل علم کے لئے سیستان، چشت، کرمان، بدخشاں، بغداد، مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، بیت المقدس وغیرہ وغیرہ مقامات پر گئے۔ جہاں ظاہری اور باطنی علوم حاصل کرتے رہے۔ بغداد شریف میں آپ کی ملاقات جناب شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی سے ہوئی تھی اور آپ کچھ عرصہ شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردیؒ کی صحبت میں رہے ہیں حضرت شیخ نے آپ کو اپنی لاجواب کتاب عوارف المعارف عنایت کی اور فرمایا مسعود! شیطان را بر ذات شما دست قدرت نباشد" یعنی شیطان تم پر قابو نہ پا سکے گا۔ اس سفر میں آپ کی ملاقاتیں کمل اولیاء اللہ سے ہوئیں جن میں خواجہ اجل شیرازیؒ۔ امام حدادیؒ۔ شیخ اوحدالدین کرمانیؒ اور شیخ عبدالواحد بدخشانیؒ قابل ذکر ہیں۔ کثرت مجاہدہ کی وجہ سے آپ کا لقب زہدالانبیاء ہوگیا۔ طے کے روزے اور نماز معکوس آپ کے مجاہدات میں خاص چیزیں ہیں۔ آپ ساری عمر روزہ رکھتے

Marfat.com

رہے۔ اگر بیمار ہوتے یا فصد کھلواتے تب بھی روزہ نہ چھوڑتے تھے۔ ہر روز اور بعض روایات کے مطابق ہر نماز کے لئے غسل فرماتے تھے۔ مجاہدہ و ریاضت

"وجہ تسمیہ گنج شکر"

گنج شکر کی وجہ تسمیہ تذکرہ نویسوں نے علیحدہ علیحدہ لکھی ہیں۔ ہم یہاں صرف دو روائتیں لکھتے ہیں۔ جن میں اکثر کا اتفاق ہے۔

امیر خورد کرمانی صاحب سیر الاولیاء کا بیان ہے کہ حضرت بابا صاحبؒ بعد تحصیل علم جب دہلی حضرت قطب عالمؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور شرف بعیت حاصل کیا تو حضرت نے آپ کو دروازہ منده کے قریب برج کے نیچے ایک حجرہ قیام کے لئے دیا۔ چنانچہ آپ اس جگہ شیخ کے فرمودہ اعمال و اشغال و افکار و مراقبہ میں مشغول رہتے تھے اور ہر پندرھویں دن اپنے مرشد کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔

ایک دن آپ نے اپنے مرشد حضرت قطب عالمؒ سے عرض کیا کہ میں زیادہ مجاہدہ اور ریاضت چاہتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا مسعود طے کا روزہ رکھو۔ اور جو کچھ غیب سے ملے اس سے افطار کرو چنانچہ جناب بابا صاحب نے طے کا روزہ رکھ لیا۔ تیسرے روز افطار

Marfat.com

کے وقت ایک شخص آپ کے لئے کھانا لایا۔ آپ نے اس سے روزہ افطار کر لیا۔ تھوڑی دیر بعد آپ کو الٹی ہو گئی اور سارا کھانا نکل گیا۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ اپنے مرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت قطب عالمؒ نے فرمایا۔ مسعود! تین روز کے روزہ کو شرابی کے گھر کے کھانے سے افطار کیا۔

یہ تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت تھی کہ وہ کھانا واپس نکل گیا۔ اب پھر طے کا روزہ رکھو اور جو کچھ غیب سے پہنچے اس سے افطار کرو۔ چنانچہ بابا صاحب نے یہ سن کر اسی وقت پھر تین دن کے روزہ کی نیت کی اور جب تین دن پورے ہو گئے تو گویا چھ دن کا روزہ ہو گیا۔ افطار کے وقت کوئی چیز نہ آئی۔ یہاں تک کہ رات ہو گئی۔ ضعف نے غلبہ کیا۔ نفس شدت بھوک سے جلنا شروع ہوا۔ آپ نے زمین پر ہاتھ مارا اور ایک مٹھی کنکر اٹھا کر منہ میں رکھ لئے۔ وہ کنکر منہ میں جاتے ہی شکر ہو گئے۔ آپ کو معاً خیال آیا کہ یہ کہیں وسوسہ شیطانی نہ ہو۔ اس خیال کے آتے ہی آپ نے ان کو تھوک دیا۔ اور ذکر الٰہی میں مشغول ہو گئے آدھی رات گزرنے کے بعد پھر بھوک کی شدت سے بے چین ہو کر آپ نے زمین سے ایک مٹھی کنکر اٹھا کر منہ میں ڈال لئے وہ بھی فوراً شکر ہو گئے آپ نے ان کو پھر تھوک دیا اور عبادت میں مشغول ہو گئے۔ آخر صبح کے

Marfat.com

قریب جب نقاہت حد سے تجاوز کر گئی تو آپ کو خیال آیا کہ شدت ضعف کے سبب میں کہیں فرائض سے نہ رہ جاؤں۔ اس لئے آپ نے پھر ایک مٹھی کنکر لے کر منہ میں ڈال لئے جو فوراً شکر ہو گئے اور آپ نے ان کو کھا لیا۔ جب صبح کو آپ اپنے مرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت قطب عالمؒ نے ارشاد فرمایا کہ مسعود! نیکو کردی کہ بداں افطار کردی کہ ہرچہ از غیب است نیکو است یعنی مسعود اچھا کیا جو ان سے روزہ افطار کر لیا کہ جو کچھ غیب سے ہوتا ہے اچھا ہی ہوتا ہے۔ پھر فرمایا برو ہمچو شکر شیریں خواہد بود۔ یعنی جاؤ شکر کی طرح ہمیشہ شیریں ہو گے صاحب سیر الاولیاء نے لکھا ہے کہ اسی وجہ سے آپ کو پیر شکر بار یا گنج شکرؒ کہتے ہیں۔

"شکر کی بجائے نمک"

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ ایک سوداگر اونٹوں پر شکر لاد کر ملتان سے دہلی جا رہا تھا۔ جب اجودھن پہنچا تو راستے میں

---

[۱] خزینۃ الاصفیا اور تذکرۃ العاشقین اور گلزار ابرار میں بھی یہی روایت ہے۔
تاریخ فرشتہ میں آپکی جانماز کے نیچے شکر کی پڑیا کا واقعہ لکھا ہے دیکھو بلجا رہ ۲۔

Marfat.com

حضرت شیخ العالم جناب باباصاحبؒ کھڑے تھے۔ آپ نے اس سے پوچھا۔ اونٹوں پر کیا لدا ہوا ہے؟ سوداگر نے (منگتا فقیر خیال کرکے) کہا نمک ہے بابا۔ آپ نے فرمایا نمک ہوگا۔ سوداگر نے منزل پہ پہنچ کر جب بوروں کو دیکھا تو ان میں شکر کی بجائے نمک تھا۔ بہت پریشان ہوا اور پھر واپس اجودھن حضرت کی خدمت میں آیا اور اپنے گناہ کی معافی مانگی۔ آپ نے فرمایا: "جھوٹ بولنا بری بات ہے۔ آئندہ جھوٹ نہ بولنا اگر وہ شکر تھی تو پھر شکر ہو جائے گی"۔

سوداگر نے جھوٹ سے توبہ کی اور واپس آکر بوروں کو دیکھا تو ان میں شکر بھری ہوئی تھی۔ بیرم خاں خانخاناں نے اس واقعہ کو شعر میں ادا کیا ہے ؎

کانِ نمک جہان شکر شیخ بحر و بر
آں کو شکر نمک کند و از نمک شکر

"چلّہ معکوس"

طے کے روزہ کے بعد ایک دن جناب باباصاحبؒ نے اپنے مرشد حضرت قطب عالم کی خدمت میں عرض کی کہ میری آرزو ہے کہ ایک چلّہ کروں۔ حضرت نے ارشاد فرمایا۔ اس کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اس

Marfat.com

سے شہرت ہوتی ہے۔ اس پر جناب باباصاحبؒ نے عرض کی حضور وقت اچھا ہے، آپ کی موجودگی میں کوئی بات نہیں ہوگی اور خدا جانتا ہے کہ میری نیت شہرت کی نہیں ہے۔ یہ سن کر حضرت قطب عالمؒ نے کوئی جواب نہ دیا۔

حضرت باباصاحبؒ فرماتے ہیں کہ مجھے اپنی اس غلطی پر سخت ندامت ہوئی۔ اور آج تک مجھے "اس بات کا رنج وصدمہ ہے۔ کہ میں نے حضرت قطب عالمؒ کی مرضی کے خلاف اصرار کی جرأت کیوں کی تھی"

اس واقعہ کے کچھ دن بعد حضرت قطب عالمؒ نے باباصاحبؒ سے ارشاد فرمایا۔ مسعود! تم چلہ معکوس کرو۔ جناب باباصاحبؒ کو اپنے پیر بھائی حضرت بدرالدین غزنویؒ کے ذریعے چلہ معکوس کا یہ طریقہ معلوم ہوا کہ چالیس رات پاؤں اپنے پاؤں میں رسی باندھ کر سر کے بل کنویں میں لٹکتا رہے اور ...... شغل میں مصروف رہے۔ اس کے لئے مسجد کا ایک کنواں چاہیئے جس پر درخت ہو کہ لٹکنے میں آسانی رہے

جناب باباصاحبؒ نے چلہ معکوس کا طریقہ معلوم کر کے مطلوبہ کنویں کی تلاش شروع کر دی۔ اور سفر کرتے ہوئے واپس کھتوال پہنچ گئے۔ اور والدہ ماجدہ کی خدمت میں حاضری دی۔ یہاں آپ نے کچھ دن قیام فرمایا۔ اس عرصے میں آپ کھتوال سے باہر مسجد میں دن

Marfat.com

رات عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ بکثرت نفل پڑھا کرتے تھے اور اس میں اتنا غلو اور مشغولی تھی کہ کھانے پینے کا بھی خیال نہ آتا تھا۔ اکثر دو رکعت میں قرآن شریف ختم کر دیا کرتے تھے۔ لوگوں سے بہت کم میل جول رکھتے تھے۔ اس لئے کھتوال کے لوگ آپ کو "قاضی بچہ دیوانہ" کہتے تھے۔

اور جب انہی دنوں حضرت جلال الدین تبریزیؒ کھتوال آئے تو آپ نے لوگوں سے پوچھا کہ مجھ کو یہاں سے "خدا کے دوست" کی خوشبو آتی ہے۔ لوگوں نے عرض کی کہ جناب یہاں صرف قاضی بچہ دیوانہ ہے۔ جو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کا مرید ہے یہ سُن کر حضرت جلال الدین تبریزیؒ آپ سے ملنے آبادی سے باہر مسجد میں آپ کے پاس گئے۔

مطلوبہ کنویں کی تلاش میں آپ کھتوال سے روانہ ہو کر قریہ بہ قریہ اوچ پہنچ گئے۔ یہاں آپ نے ایک پُر فضا مسجد دیکھی جسے مسجد حاجؒ کہتے تھے۔ اس مسجد میں ایک کنواں تھا۔ اور اس پر ایک درخت تھا جس کی شاخیں کنویں پر پھیلی ہوئی تھیں اور مسجد کے مؤذن

---

[1] صاحب سیر الاولیاء کا بیان ہے کہ یہ مسجد اور کنواں ابھی تک موجود ہے اور میں نے اس کی زیارت کی ہے۔

Marfat.com

خواجہ رشید الدین مینائی تھے جو آپ کے پرانے واقف تھے۔ اور ہانسی کے رہنے والے تھے۔ آپ نے کچھ یوم کے بعد اپنا ارادہ ان پر ظاہر کیا اور رازداری کا عہد لے کر رسی منگائی۔

عشاء کی نماز کے بعد رشید الدین نے آپ کے پاؤں میں رسی باندھ کر آپ کو کنوئیں میں الٹا لٹکا دیا اور صبح کی اذان کے وقت کنوئیں سے باہر نکال لیا۔ غرضیکہ چالیس راتیں یہ عمل اسی طرح جاری رہا۔

چلہ پورا کرنے کے بعد جب آپ نے وہاں سے روانگی کا قصد کیا تو رشید الدین مؤذن نے عرض کی کہ حضور میری کئی لڑکیاں ہیں۔ جن کی شادی کرنی ہے اور کوئی سامان اور ذریعہ نہیں ہے آپ از راہِ نوازش میرے حق میں دعا کر دیں کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے میری مشکل کو حل فرمائے۔ اور مجھے فراخی رزق حاصل ہو جائے آپ نے فرمایا رشید الدین تم وعظ کہا کرو۔ اس نے عرض کیا حضور میں تو ان پڑھ ہوں۔ آپ نے فرمایا رشید الدین منبر پر قدم رکھنا تمہارا کام ہے اور فضل کرنا اللہ تعالےٰ کا کام ہے۔

پس حضور بابا صاحبؒ کی زبان مبارک کا ارشاد پورا ہوا۔ اور اللہ تعالےٰ نے ان کے سینے کو کھول دیا۔ یعنی جس وقت

Marfat.com

رشید الدین نے منبر پر قدم رکھا تو لوگ کہہ رہے تھے۔ کہ یہ جاہل آدمی کیا وعظ کرے گا؟ مگر جب انہوں نے بیان شروع کیا تو لوگوں کی داڑھیاں آنسوؤں سے تر ہو گئیں اور بڑے بڑے فضلاء انگشت بدنداں تھے کہ ایسا عجیب و غریب بیان اور ایسا علم و فضل اس کو کب اور کہاں سے حاصل ہو گیا؟

حضرت بابا صاحبؒ کے مجاہدات کا کما حقہ بیان تسلسل زمانہ کے ساتھ تحریر کرنا بہت مشکل ہے اگرچہ اصغر علی چشتی صاحب جواہر فریدی کے تحریر کردہ بعض حالات محققین کے نزدیک افسانے سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے۔ مگر اس بات پر سب متفق ہیں۔ کہ جناب بابا صاحبؒ کی نفس کشی اور ریاضہائے شاقہ کی نظیر و مثال تاریخ و سیر میں نہیں ملتی۔ آپ نے چالیس سال تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی اور مختلف اوقات میں جن کا مجموعہ ۱۲ سال ہوتا ہے نماز معکوس ادا کی ہے۔

اس ریاضت اور مجاہدہ کے زمانے میں کھانے پینے سے بالکل پرہیز تھا۔ کیونکہ بقول سالار عارفاں حضرت خواجہ حسن بصریؒ غافلوں اور عام لوگوں کی زندگی خون اور ہڈیوں کے مغز سے ہوتی ہے۔ لیکن عاشقوں کی زندگی دوست کی یاد اور اس کے ذکر سے ہوتی

Marfat.com

ہے۔ خون کی بجائے ان کے بدن میں محبت ہوتی ہے ؎

آدمی کے ریشے ریشے میں سما جاتا ہے عشق
شاخِ گل میں جس طرح بادِ سحر گاہی کا نم! (اقبالؒ)

حضرت بابا صاحبؒ اس زمانے میں لکڑی کی ایک روٹی کپڑے میں لپیٹ کر ساتھ رکھتے تھے۔ جب کوئی کھانے کو پوچھتا تو آپ اس کی طرف اشارہ کر دیتے کہ میرے پاس یہ موجود ہے۔ کیونکہ انتہائی تقویٰ کے سبب آپ ہر ایک کا کھانا نہ کھاتے تھے۔ مسلسل روزوں، شب بیداری اور سخت اذکار و اشغال کی وجہ سے آپ ایک انسانی ڈھانچہ رہ گئے تھے۔ اگر کوئی عارضہ لاحق ہوتا یا فصد کھلواتے تب بھی روزہ نہ چھوڑتے تھے۔ حضرت مخدوم چراغ دہلویؒ نے جناب بابا صاحبؒ کے اس قول کو انہی مجاہدات کی کامیابی قرار دیا ہے۔ فرمایا کہ چالیس سال تک جو کچھ خدائے تعالیٰ نے فرمایا۔ بندہ نے وہی کیا۔ اب چند سال سے جو کچھ بندہ مسعود کے دل میں گذرتا ہے اللہ تعالیٰ وہی کچھ کر دیتا ہے ؎

اوست اندر سر من ظاہر شدہ
من نیم والله مسعود من نیم

۱؎ خیر المجالس ص۱۳۶۔

Marfat.com

سلسلہ روحانی اور خواجہ اجمیری کا ارشاد

حضرت شیخ العالم بابا فرید الدین مسعود شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ کے پیر و مرشد حضرت قطب عالم خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ کے پیر و مرشد سلطان الہند خواجہ خواجگان حضرت معین الدین حسن چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ کے پیر و مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ کے پیر و مرشد حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی چشتی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے پیر و مرشد حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ کے پیر و مرشد حضرت خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے پیر و مرشد حضرت خواجہ ابو محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ کے پیر و مرشد حضرت خواجہ ابو احمد ابدال چشتی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے پیر و مرشد خواجہ ابو اسحاق شامی چشتی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے پیر و مرشد حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری چشتی رحمۃ اللہ علیہ آپکے پیر و مرشد حضرت خواجہ امین ابی ہبیرۃ البصری رحمۃ اللہ علیہ آپکے پیر و مرشد حضرت خواجہ سدید الدین حذیفۃ المرعشی رحمۃ اللہ علیہ آپکے پیر و مرشد حضرت خواجہ سلطان ابراہیم بن ادہم بلخی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپکے پیر و مرشد حضرت خواجہ محمد فضیل ابن عیاض رحمۃ اللہ علیہ۔ آپکے پیر و مرشد حضرت خواجہ عبد الواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ آپکے پیر و مرشد سالار عارفاں حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ آپکے پیر و مرشد مولائے کائنات امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ آپکے پیر و مرشد فخر موجودات رحمۃ اللعالمین

Marfat.com

حضرت احمد مجتبےٰ خاتم النبیین سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں۔

یعنی آپ سے سرکارِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم تک ۱۷ واسطے ہیں اور سلطان الہند خواجہ خواجگان حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے دادا پیر ہیں جنہوں نے آپ کو دیکھ کر اپنے مرید و خلیفہ جانشین حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ سے فرمایا تھا۔ "کہ قطب الدین شہباز بدام آوردہ کہ بجز سدرۃ المنتہیٰ آشیانہ نمی گیرد" یعنی قطب الدین تمہارے پاس ایسا شہباز بلند پرواز آیا ہے کہ جو سدرۃ المنتہیٰ کے سوا کہیں نہ ٹھہریگا۔ اور یہ بھی فرمایا تھا کہ "مسعود شمع الیست کہ خانوادۂ درویشاں منور سازد" یعنی مسعود ایک ایسی شمع ہے کہ جو خاندان درویشاں کو منور بنا دے گی ؂

حضرت قطب عالم بختیار کاکیؒ نے اپنے وصال کے وقت اپنا قائم مقام اور جانشین جناب باباصاحبؒ کو متعین فرمایا تھا۔ اور وہ تمام تبرکاتؔ جو خاندان چشت میں سلسلہ بسلسلہ چلے آ رہے تھے۔ آپ ہی کو دینے کے لئے وصیت فرمائی تھی ؂

ؔ ۱۔عصا۔ (۲) نعلین۔ (۳) تسبیح۔ (۴) مصلےٰ۔ (۵) خرقہ ؂

Marfat.com

"پاک پتن شریف میں آمد"

جناب باباصاحبؒ تقریباً ستر ۷۰ بہتر سال کی عمر میں پاکپتن تشریف آئے تھے۔ اور یہاں آپ نے اپنی عمر کے آخری ۲۲ یا ۲۴ سال گذارے تھے۔ اس جگہ آپ کی ذات گرامی کے فیض سے لاکھوں آدمی حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ سینکڑوں ہزاروں کو آپ نے اوتاد و اقطاب ابدال کے مدارج پر فائز المرام کیا۔ آپ کی نظر مبارک کے اثر سے گمراہ۔ ہادی اور چور ولی بن گئے۔

جماعت خانہ فریدیہ

مشائخ عظام اپنے مریدوں کی اصلاح و تربیت کے لئے اُن کو جماعت خانوں اور آباد مسجدوں میں قیام کے لئے فرماتے تھے۔ حضرت شیخ العالم کا جماعت خانہ جامع مسجد قدیم پاکپتن تھا۔ چونکہ مسجد[2] کے قریب خود حضرت کا مکان تھا اس لئے مریدوں کی دیکھ بھال اور اصلاحِ احوال کے لئے ان کو اسی جگہ ٹھہراتے تھے۔ خود حضرت بھی رات دن اسی مسجد میں مشغول رہا کرتے تھے۔ یہ جماعت خانہ

---

[1] سیر الاولیا صفحہ ۶۳۔ [2] سیر العارفین صفحہ ۳۴۔

53309

Marfat.com

علم وفضل کا مرکز تھا۔

حضرت مولانا سید بدر الدین اسحاقؒ کا ذکر

جماعت خانہ فریدیہ کے مدار المہام حضرت مولانا سید بدر الدین اسحاقؒ[1] تھے جو دہلی کے ممتاز فضلائیں سے ایک تھے اور ہندوستان کی قدیم دینی درس گاہوں میں ان کا مدرسہ بہت اچھی شہرت رکھتا تھا۔ ایک دینی مسئلہ کے حل کے لئے بہت سی کتابوں[1] کے ساتھ بخارہ جارہے تھے۔ اجودھن میں باباصاحبؒ سے ملاقات ہوئی۔ اگرچہ مولانا فقرأ سے خاص اعتقاد نہ رکھتے تھے لیکن جناب باباصاحبؒ نے مولانا کی صورت دیکھتے ہی وہی مسئلہ شروع کر دیا جس میں مولانا کو الجھن تھی اور ایسی جامع تقریر کی کہ مولانا کے تمام شبہات اور اعتراضات ختم ہو گئے۔ چنانچہ مولانا نے اٹھ کر باباصاحبؒ کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ اور اسی صحبت میں مرید ہو گئے۔ اور باباصاحبؒ کی ایسی خدمت کی کہ باباصاحبؒ نے اپنا محرم خاص بنا لیا۔ اور اپنی دامادی[2] اور خلافت سے مشرف فرمایا۔ یہاں تک کہ درگاہِ بے نیازی کے واصلوں میں

---

[1] سیر الاولیأ صفحہ ۱۷۱ ۔ [2] حضرت مولانا کو باباصاحبؒ کی چھوٹی صاحبزادی بی بی فاطمہ منسوب تھیں ۔ [3] سیر الاولیاء صفحہ ۱۷۰ ۔

Marfat.com

میں سے ایک ہو گئے۔ اور آپ جناب باباصاحبؒ کی خدمت سے اس مقامِ عظمت تک پہنچے کہ حضرت سلطان المشائخ خواجہ سید نظام الدین اولیاء محبوبِ الٰہیؒ فرماتے ہیں کہ جب مجھ کو سختیاں آتی ہیں تو میں جناب باری تعالےٰ کے حضور میں پہلے حضرت شیخ العالم باباصاحبؒ کو یاد کرتا اور پھر مولانا بدرالدین اسحاقؒ کو شفیع و وسیلہ لاتا ہوں۔ یہ ہیں جماعت خانہ فریدیہ کے منتظم مولانا بدرالدین اسحاق رحمۃ اللہ علیہ۔

لوگوں کی اصلاح و تربیت کا کام کرنے والے اس بات سے اچھی طرح واقف ہیں کہ انسان کے کردار کی بناوٹ اس کے احساس اور افکار کی بلندی اور پستی میں اس کے ماحول کا بڑا دخل ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ مشائخ اور فقراء مریدوں کو اپنی صحبت میں رہنے کیلئے فرماتے ہیں۔ مشائخ کی اصلاحی جدوجہد کا مرکز ان کی خانقاہیں یا جماعت خانہ ہوتے ہیں۔ جہاں طالب یا مریدین رہتے ہیں۔ یہ جگہ ایسی تربیت گاہ ہوتی ہے کہ جہاں داخل ہو کر بڑے سے بڑے گنہ گار کے خیالات ایک دم بدل جاتے ہیں۔ پاکیزہ ہم جلیس۔ دین داری تقویٰ، خلوص۔ شیخ کی نورانی صحبت۔ اس پر ہر وقت یہ خیال قائم رکھنا کہ اللہ تعالےٰ ہم کو دیکھ رہا ہے۔ انسانی قلوب پر اثر انداز ہوئے

Marfat.com

بغیر نہیں رہتا۔ اور یہ بات ایک حقیقت ہے کہ اگر ماحول تبدیل نہ کیا جائے تو اصلاحِ باطن کی ساری کوششیں رائگاں جاتی ہیں۔ کیونکہ اگر ایک طالب صادق کا ہم نشیں ایک ایسا شخص ہو جائے جو دینی جد و جہد میں دلچسپی نہ رکھتا ہو تو نتیجہ اچھا برآمد نہیں ہوتا۔

حضرت شیخ العالم کی اصلاحی جد و جہد کا آغاز دینی تربیت سے ہوتا تھا۔ ارکانِ اسلام کی پابندی پر آپ خاص زور دیتے تھے اور معمولی سے معمولی شرعی فروگذاشت پر مواخذہ فرماتے تھے۔ اور طرح طرح سے لوگوں پر یہ بات واضح کرتے رہتے تھے کہ "ارکانِ اسلام کی پابندی کے بغیر روحانی ترقی ممکن نہیں۔ راہِ طریقت کی پہلی منزل یہی ہے"۔ آپ مرید کرتے وقت لوگوں سے شریعت مقدسہ پر چلنے کا عہد لیا کرتے تھے"۔

حضرت بابا صاحبؒ کے جماعت خانہ میں کسی کے ساتھ امتیازی برتاؤ نہ ہوتا تھا۔ بحث و مباحثہ اور دل آزار گفتگو پر سخت پابندی تھی سب زمین پر سوتے تھے۔ شب بیداری۔ ہر وقت باوضو رہنا۔ نوافل کی کثرت۔ تلاوتِ قرآن پاک۔ ذکر فکر اور مراقبہ سب کے لئے ضروری تھا۔ جماعت خانہ کے مدار المہام سید بدر الدین اسحاق جنگل سے لنگر خانہ کے لئے لکڑیاں لایا کرتے تھے۔ اور مولانا قطب جمال ہانسوی

Marfat.com

کریل کے پھل (ڈیلہ) توڑ کر لایا کرتے تھے۔ اور مولانا حسام الدین پانی بھرتے تھے۔ اور سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیا ان پھلوں کو ابال کر درویشوں اور خود حضرت شیخ العالم کی خدمت میں پیش کیا کرتے تھے۔ کبھی ان اُبلے ہوئے پیلوؤں میں نمک ہوتا تھا اور کبھی وہ بھی نہیں۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ شیخ العالم کے جماعت خانہ میں جس روز درویشوں کو اُبلے ہوئے ٹینٹ (ڈیلہ) پیٹ بھر کر مل جاتے تھے وہ روز عید[1] ہوتا تھا۔ جماعت خانہ کے درویش زنبیل گردانی کرتے تھے۔ اس طرح جو روٹی حاصل ہوتی تھی۔ وہ مہمانوں سے اگر بچ جاتی تو درویشوں کی افطار میں کام آتی تھی۔

جناب بابا صاحب نے مخلوق سے بچ کر اور آبادیوں کو چھوڑ کر ایک ویران جگہ اپنے قیام کے لئے پسند فرمائی تھی۔ مگر اس پر بھی آمد و رفت کا کچھ حساب و شمار نہ تھا۔ نصف رات تک آپ بیٹھے رہتے تھے اور دروازہ کھلا رہتا تھا۔ اور ضرورتمند محتاجوں اور مظلوموں کی بھیڑ لگی رہتی تھی۔ اور جو کچھ لوگ زر و سیم و نعمتہائے گوناگوں نذر لاتے تھے۔ آپ ان کو فوراً تقسیم کر دیا کرتے تھے۔

کوئی ایسا نہ ہوتا تھا جس کو شیخ العالم کچھ نہ عطا فرماتے ہوں۔ عجب حوصلہ اور عجب ہمت تھی کہ شاید کسی دوسرے کو نصیب ہو۔

---

[1] آخری زمانہ میں بابا صاحبؒ کے ہاں بہت عسرت تھی۔

Marfat.com

مولانا بدرالدین اسحاق فرماتے ہیں کہ میں حضرت شیخ العالم کا خادم اور محرم تھا۔ آپ ہر بات مجھ سے بیان فرما دیتے تھے اور ظاہر و باطن کوئی فرق نہ کرتے تھے۔ کوئی بات میں نے ایسی نہ دیکھی۔ جو حضرت نے خلوت میں کی ہو یا کہی ہو اور مجلس میں اس کو چھپایا ہو۔ حضرت کی تعلیم و تربیت اور صحبت کے اثر سے جماعت خانہ کے ہر فرد میں ایک تبدیلی ہو جاتی تھی۔ وہ تبدیلی کیا تھی۔ اگر اس کو بہت مختصر الفاظ میں بیان کیا جائے تو یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ حضرت کی خدمت میں آکر لوگوں کی موت و حیات صرف خدا کے لئے ہو جاتی تھی کہنے کو تو یہ ایک چھوٹا سا فقرہ ہے مگر اس کی وسعت اور گہرائی کا یہ عالم ہے کہ مہد سے لے کر لحد تک اور لحد سے بہشت اور دیدار الٰہی تک کوئی چیز اس سے باہر نہیں ہے۔ اور فقراء کی اس ساری دینی جدوجہد کا مقصد و منشاء از ابتدا تا انتہا یہی ہوتا ہے۔

حضرت کی تربیت کا ڈھنگ کچھ اس طرح تھا کہ برائی کے سوتے بند ہو جاتے تھے۔ دین دنیا کا کوئی چھوٹے سے چھوٹا معاملہ نصیحت اور عبرت پذیری کے لئے ہوتا تو اس سے بہترین نتائج اخذ کر کے ذہن نشین کرتے تھے۔ دینیات کے ساتھ

Marfat.com

معاملات کی صفائی پر بھی خاص توجہ دیتے تھے:

نمک قرض کیوں لیا؟

ایک دن حضرت شیخ الاسلام کے لنگرخانہ میں نمک بھی نہ تھا۔ مولانا قطب جمال ہانسوی جنگل سے ٹینٹ (ڈیلے) اور مولانا بدرالدین اسحاق لکڑیاں لائے تو حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاءؒ نے ان کو ابالنے کے لئے چڑھا دیا۔ اور بازار جا کر بقال سے نمک قرض لے آئے اور ان میں ڈالا۔ جس وقت دسترخوان بچھایا گیا اور سب فقراء جمع ہو گئے۔ دعا پڑھنے کے بعد جیسے ہی حضرت باباصاحبؒ نے لقمہ اٹھایا فوراً واپس رکھ دیا اور فرمایا لقمہ گراں ہے کوئی شبہ والی بات معلوم ہوتی ہے۔

یہ سن کر حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کھڑے ہو گئے اور عرض کی حضور لکڑیاں تو حضرت مولانا سید بدرالدین اسحاق لائے ہیں اور (ڈیلے) مولانا جمال الدین لائے ہیں اور پانی مولانا حسام الدین نے بھرا ہے۔ ان کو جوش میں نے دیا ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ لقمہ کس سبب سے گراں ہے؟ حضرت شیخ العالم نے ایک لمحہ تامل کے بعد فرمایا نمک کہاں سے آیا؟ اتنا سننا تھا کہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء حیران

Marfat.com

رہ گئے اور ہاتھ جوڑ کر عرض کی کہ حضور کی ذاتِ گرامی کا شفِ حالات ہے یہ خطا مجھ سے سرزد ہوئی ہے ۔ یہ ٹینٹ کڑوے کسیلے ہوتے ہیں۔ اور مخدوم آٹھ پہر کے بعد بہت معمولی غذا تناول فرماتے ہیں اور ان میں اکثر یہ ٹینٹ (ڈیلے) ہوا کرتے ہیں ۔ اگر ان میں نمک بھی نہ ہو تو پھر یہ کیسے کھائے جائیں گے ؟ محض اس خیال سے میں نے اس میں نمک قرض لے کر ڈال دیا ہے ۔ حضرتؒ نے یہ سن کر فرمایا۔ اچھا اب اس کھانے کو دوسرے فقرا میں تقسیم کر دو۔ پھر فرمایا: "نظام الدین درویشاں اگر بفاقہ بمیرند برائے لذتِ نفس قرض نہ گیرند" یعنی اگرچہ درویش فاقہ سے مرجائیں تب بھی لذتِ نفس کے لئے قرضہ نہیں لیتے۔

حضرت سلطان المشائخ نے اسی وقت عہد کیا کہ اب تمام عمر قرض نہیں لوں گا ۔ جیسے ہی حضرت نے یہ عہد کیا تو باباصاحبؒ نے ان کی طرف دیکھا اور وہ گلیم جس پر حضور اس وقت بیٹھے ہوئے تھے ۔ آپ کو عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا ۔ تم کو انشاء اللہ قرض کی ضرورت بھی نہیں ہوگی۔

چور کو ولایت بخش دی

اس زمانے میں اودھ شریف میں ایک بڑے عالم و فاضل مولانا عارف

سیر العارفین صفحہ ۔ ؛ فوائد الفوائد صفحہ ۲۱۵ ؛ سیر الاولیاء صفحہ ۱۸۵ ۔

Marfat.com

رہا کرتے تھے۔ اور وہ جناب باباصاحبؒ سے عقیدت ومحبت رکھتے تھے۔ایک دن انہوں نے حاکم اوچ سے کہا کہ میں اجودھن حضرت شیخ العالمؒ کی زیارت کے لئے جا رہا ہوں۔ حاکم بھی حضرتؒ سے عقیدت رکھتا تھا اس نے ایک سو روپیہ مولانا کو دیئے اور کہا کہ یہ رقم میری طرف سے حضرت کو نذرانہ پیش کر دینا۔ جب مولانا عارف اجودھن یعنی پاک پتن پہنچے تو خیال آیا کہ حاکم نے کوئی خط تو تحریر کیا ہی نہیں جس سے رقم کا تعین ہو۔ اگر میں نصف روپیہ بچا لوں تو کیا حرج ہے۔ اس خیال کے آتے ہی مولانا نے پچاس روپیہ خود رکھ لئے اور پچاس روپیہ جناب باباصاحبؒ کی خدمت میں پیش کر دیئے اور عرض کی کہ حضور یہ روپیہ حاکم اوچ کی طرف سے نذرانہ ہے ......

حضرت شیخ العالم جناب باباصاحبؒ نے مسکرا کر مولانا عارف کی طرف دیکھا اور فرمایا مولانا عارف خوب نصفا نصفی برادرانہ تقسیم کی ہے۔ مولانا نے کہا کہ حضور باباصاحبؒ نے کیا فرمایا؟ یہی کہ روپیہ کی تقسیم نصفا نصفی خوب کی ہے۔ یہ سن کر مولانا عارف بہت شرمندہ ہوئے اور پھر ان دوسرے پچاس روپیہ کے ساتھ اپنا تمام سرمایہ حضور باباصاحبؒ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اور اسی وقت بیعت کی حضرت نے بھی بڑا لطف وکرم فرمایا۔ سیستان کا صاحب خدمت۔ یعنے

Marfat.com

(قطب) بنا کر روانہ کر دیا ؎

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشۂ چشم بما کنند

گم شدہ بیوی کے مل جانے کا حال

پاک پتن شریف سے تقریباً ۲۴ میل دور دیپال پور کا قصبہ ہے۔ ترکوں کے دورِ حکومت میں یہ بڑی اہم سرحدی چھاؤنی تھی مغلوں کی روک تھام کے لئے اس چوکی پر مضبوط اور تجربہ کار جرنیل رہا کرتے تھے۔ سلطان محمد خان المعروف بہ خان شہید اسی سرحد پر مغلوں کے ہاتھوں شہید ہوا تھا۔ باباصاحبؒ کے زمانہ میں یہاں کے کسی گاؤں میں مالدار تیلی رہا کرتا تھا اور اس کو اپنی حسین جمیل بیوی سے بے حد محبت تھی۔ ایک مرتبہ کچھ ظالموں نے گاؤں کو لوٹ لیا۔ اور اس لوٹ مار میں تیلی بھی لٹا۔ اور اس کی بیوی بھی اس سے بچھڑ گئی۔ بہت جستجو اور کوشش کی لیکن نتیجہ کچھ نہ نکلا تو تیلی نے خیال کیا کہ بابا فریدؒ کے حضور میں چلوں۔ سنتے ہیں کہ وہاں آدمی جو مقصد لے کر جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ وہ پورا کر دیتا ہے۔

لہ خیر العارفین صفحہ — خیر المجالس صفحہ ۱۸۲

Marfat.com

یہ سوچ کر وہ تیلی حضرت شیخ العالم جناب باباصاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور رو رو کر اپنی بپتا سنائی۔ حضرت نے اسکی آہ وزاری دیکھی اور سارا حال سُنا۔ تو فرمایا یہ بھوکا بھی ہے اس کو کھانا کھلاؤ۔ تیلی نے عرض کیا۔ حضور جب تک میری بیوی نہیں ملے گی میں کھانا نہیں کھاؤنگا آپ نے فرمایا اللہ تعالےٰ قادر ہے۔ اس کو بھی ملا دے گا۔ تو کھانا تو کھا! کھانا لایا گیا۔ تیلی نے لقمہ اٹھایا اور منہ میں رکھا۔ وہ حلق میں پھنس گیا۔ آپ نے اسکی یہ حالت دیکھی تو فرمایا۔ گھبراؤ نہیں۔ پانی پیو۔ کھانا کھاؤ اور تین دن میرے پاس رہو۔

تیسرے دن ایک سرکاری منشی زنجیروں میں جکڑا ہوا آپ کی خدمت میں آیا۔ اور اس نے حضرت سے عرض کی حضور ان سپاہیوں کی منت سماجت کر کے یہاں تک پہنچا ہوں۔ میں بے گناہ ہوں میرے مخالفین نے بادشاہ کو میرے خلاف جھوٹے الزامات سے بھڑکایا ہے۔ آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ مجھے اس بلا سے نجات دے۔ یہ کہہ کر وہ منشی رونے لگا۔

آپ نے منشی سے فرمایا۔ جاؤ! تم باعزت بری ہو گے۔ بلکہ تم انعام واکرام سے نوازے جاؤ گے اور اس انعام میں تم کو ایک لونڈی ملے گی،

لہ خیر المجالس صفہ، سیر العارفین صفہ ، سیر الاولیاء صفہ

Marfat.com

اور وہ لونڈی تم (تیلی کی طرف اشارہ کرکے) اس کو دے دینا۔ وہ منشی حضرت کی زبان مبارک سے یہ الفاظ سنتے ہی قدموں میں گر پڑا۔ اور پھر کھڑے ہوکر تیلی سے چلنے کے لئے کہا۔ تیلی نے جانے سے انکار کر دیا۔ اور حضرت باباصاحبؒ سے عرض کی کہ حضور اگرچہ میں لُٹ چکا ہوں مگر ابھی میرے پاس اتنی دولت موجود ہے کہ میں چند لونڈیاں خرید سکتا ہوں۔ مجھے تو اپنی بیوی چاہیئے۔ میں لونڈی ہرگز نہیں لوں گا۔ آپ نے فرمایا تم اس کے ہمراہ جاؤ تو سہی اللہ تعالیٰ بڑا کارساز ہے۔

وہ تیلی حضرت کے اس ارشاد پر بادلِ ناخواستہ منشی کے ہمراہ روانہ ہوا۔ جب یہ منشی امیر کی خدمت میں پہنچا تو امیر نے اس کو چھوڑنے کا حکم دیا اور اس کے ساتھ بڑی مہربانی اور نوازش سے پیش آیا۔ پھر حکم دیا کہ اس کو انعام واکرام اور خلعت اور گھوڑا دو۔ اور وہ لونڈی بھی اس کو دے دو۔

جب اس کو یہ چیزیں مل گئیں اور یہ واپس ہوا تو اس نے تیلی سے کہا یہ لونڈی تمہاری ہے۔ تیلی نے جب لونڈی کیطرف دیکھا تو وہ اس کی بیوی تھی۔ بہت خوش ہوا کہ حضرت کے تصرف سے مجھے میری گم شدہ بیوی مل گئی۔

Marfat.com

قریب المرگ بیمار فوراً تندرست ہوگیا

غور کے رہنے والے دو حقیقی بھائی اجودھن رہا کرتے تھے ان میں سے ایک میں جس کا نام محمد شاہ[1] تھا ایک دن ایسی کیفیت پیدا ہوئی۔ کہ وہ سرکاری ملازمت ترک کر کے فقیر ہوگیا۔ اور جناب بابا صاحبؒ کی خدمت میں رہنے لگا۔ دوسرا بھائی اپنے بچوں کے ساتھ اپنے بھائی کے بھی بال بچوں کی خبر گیری کرتا تھا۔ اتفاقاً یہ دوسرا بھائی سخت بیمار ہوگیا اور یہاں تک اس کی حالت خراب ہوئی کہ لوگوں نے سمجھ لیا کہ یہ کچھ دیر کا مہمان ہے اور تجہیز و تکفین کی تیاری کرنے لگے۔

محمد شاہ یہ حال دیکھ کر نہایت بیقراری کیساتھ روتا ہوا حضرت شیخ العالم جناب بابا صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے جو محمد شاہ کو اس طرح دیکھا تو پوچھا محمد شاہ یہ کیا حال ہے ؟ اس نے رو رو کر عرض کی حضور واقف ہیں۔ میرا ایک بھائی ہے جو میرے بیوی بچوں کی بھی خبر گیری کرتا ہے۔ وہ بیمار ہوگیا ہے۔ اور اب اس کی یہ حالت ہے کہ شائد میرے آتے آتے اس کی روح پرواز کر گئی ہو۔

---

[1] سیر الاولیاء صفحہ ۲۵، سیر العارفین صفحہ ۳۹۔ خیر المجالس صفحہ ۱۰۴، فوائد الفواد صفحہ ۲۳۲،۲۳۲۔

Marfat.com

اگر خدانخواستہ ایسا ہوا تو میرا سب کام درہم برہم ہو جائے گا۔ آپ نے محمد شاہ کی یہ بات سُنی اور اس کی یہ بے قراری دیکھی تو آپ کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے۔ اور آپ نے فرمایا محمد شاہ! ہم تو تیرے بھائی کو تندرست دیکھ رہے ہیں۔ اور وہ چارپائی پر بیٹھا کچھ کھا رہا ہے۔ اور پھر فرمایا محمد شاہ! جو اضطراب اور بے چینی تجھ کو اس وقت تم کو اپنے بھائی کی جدائی کے خیال سے ہے حق تعالیٰ کی محبت میں میری ہر وقت یہی حالت ہے۔ مگر میں نے آج تک یہ بات کسی پر ظاہر ہونے نہیں دی ہے۔ محمد شاہ یہ سُن کر فوراً قدم بوس ہوا۔ اور پھر اپنے گھر آیا۔ دیکھا تو واقعی اس کا بھائی تندرست ہے اور چارپائی پر بیٹھا کچھ کھا رہا ہے۔

قضا تمہید پا پوشِ رضائش
از خطِ کفِ دستِ دعائش!

میر شکار کا واقعہ!

حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلوی[1] فرماتے ہیں کہ پاک پتن شریف کے قریب ایک قصبہ ہے۔ وہاں ایک ترک حاکم تھا۔ جو

---

[1] خیر المجالس صفحہ

بہت تند مزاج تھا۔ اور اپنی سخت گیری کے سبب دُور و نزدیک مشہور تھا۔ اس کے پاس ایک باز تھا جس کو وہ بہت محبوب رکھتا تھا۔ ترک مذکور نے اپنے باز دار کو حکم دیا ہوا تھا کہ میری عدم موجودگی میں کبھی اس باز کو شکار پر نہ چھوڑنا۔ اگر تو نے کبھی ایسا کیا اور باز چلا گیا تو اپنی اور اپنے اہل و عیال کی خیر نہ سمجھنا۔

اتفاقاً ایک دن وہ باز دار اپنے دوستوں کے ساتھ گھوڑوں پر سوار کہیں جا رہا تھا کہ چند کلنگ اُڑتے ہوئے نظر آئے۔ دوستوں نے باز دار سے کہا کہ یار مفت میں شکار نکلا جا رہا ہے۔ باز کو ان پر چھوڑ دے۔ باز دار نے ترک کا حکم سنایا۔ دوستوں نے کہا۔ کہ ہم سب گھوڑوں پر سوار ہیں باز کہاں چلا جائیگا؟ فکر نہ کر ہم سب اس کو پکڑ سکیں گے۔ باز دار دوستوں کے اصرار پر راضی ہو گیا۔ اور اس نے باز کلنگ پر چھوڑ دیا۔ باز چھوٹتے ہی کلنگ پر جانے کی بجائے دوسری سمت تیزی سے چلا گیا۔ باز دار اور اس کے دوست بھی گھوڑوں پر اس کے پیچھے چلے مگر تھوڑی دیر میں باز نظر سے غائب ہو گیا۔ اور سب یار بھی مایوس ہو کر متفرق ہو گئے۔

باز دار کچھ دور تو ان دوستوں کے چلے جانے کے بعد بھی باز کی سمت چلتا رہا۔ آخر اس نے سوچا کہ اس طرح جنگل میں مارا مارا پھرنے

Marfat.com

سے کیا حاصل ہو گا۔ لاؤ گھوڑا بیچ کر قلندر ہو جاؤں اور پوشیدہ کسی ملک میں چلا جاؤں۔ پھر خیال آیا اگر اس طرح میں نے جان بچا بھی لی تو بیرے پس غیبت میرے اہل و عیال کا کیا حشر ہو گا۔ وہ ظالم ترک خدا معلوم ان سے کس طرح پیش آئے اور کس عذاب سے ان کو مارے۔ اس خیال کے آتے ہی اس کا رونگٹا رونگٹا کھڑا ہو گیا۔ اور انتہائی مایوسی کے عالم میں اس کو حضرت شیخ العالم بابا صاحبؒ کا خیال آیا کہ مایوسوں اور مضطرب حالوں کی یہی امید گاہ تھی۔ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم حضرت شیخ العالم بابا صاحبؒ کے فیضان کی صورت میں ظاہر ہو رہا تھا۔ ہر دکھ کا علاج۔ ہر مرض کی دوا۔ ہر مشکل کا حل۔ ہر رنج سے خلاصی یہاں ہوتی تھی۔ اور اب بھی ہوتی ہے۔

اس خیال کے آتے ہی جیسے کسی نے اس کو امید کی روشنی دکھائی بس پھر کیا تھا فوراً پاکپتن شریف کا رخ کیا اور چل پڑا۔ یہاں پہنچ کر بازدار نے حضرت بابا صاحبؒ کے قدم پکڑ لئے اور رونا شروع کر دیا اور گویا یوں عرض کی ؎

زندگی غم کی کڑی دھوپ میں دم لینے کو
آپ کے سایۂ دیوار تک آ پہنچی ہے
حضور میرے بال بچوں پر رحم فرما کر مجھے بچا لیجئے۔

Marfat.com

حضرت نے پوچھا واقعہ کیا ہے۔ اس نے سب حال عرض کیا آپ نے واقعہ سُن لینے کے بعد سب سے پہلے اس کے لئے کھانا منگایا۔ اور اس سے کہا پہلے کھانا کھا۔ اللہ تعالےٰ اس بات پر قادر ہے۔ کہ تیرا گم شدہ باز تجھ کو اسی جگہ مل جائے۔ بازدار نے عرض کی حضور کھانا کھائے ہوئے دو روز ہو گئے ہیں۔ کھانا کس کو اچھا لگتا ہے۔ آپ نے فرمایا تو کھانا تو کھا ئے پھر دیکھ قدرت سے کیا ظہور میں آتا ہے۔ اس نے لقمہ اٹھایا۔ منہ میں رکھا۔ مگر پھر عرض کیا حضور جب ترک نے سنا ہوگا کہ بازدار باز اڑا کر خود بھی بھاگ گیا۔ تو نہ معلوم میرے بچوں پر کیسا مظالم ڈھا رہا ہوگا۔ یہ کہا اور رونے لگا۔

حضرت شیخ العالمؒ نے فرمایا۔ کھڑا ہو کر دیکھ تیرا باز وہ شہر پناہ کے کنگورہ پر بیٹھا ہوا ہے۔ جا کر پکڑ لاؤ۔ بازدار نے جب باز کو دیکھا تو قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائے۔ فوراً دوڑا ہوا اس طرف گیا اور بلاؤنی کمر سے کھول کر باز کو دکھائی۔ باز فی الفور اس کے ہاتھ پر آن بیٹھا۔ اس نے پکڑ لیا اور حضرت کی خدمت میں لایا۔ اور ہاتھ جوڑ کر عرض کی حضور، یہ گھوڑا میری طرف سے نذر قبول فرمائیں۔ میں آپ کا بندہ بے دام ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ اس گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے گھر پہنچ اور اس باز کو ترک کے پاس پہنچا تاکہ تیرے بال بچے بھی محفوظ

Marfat.com

رہیں۔ پھر اس گھوڑے کو فروخت کر کے آدھی قیمت مجھے فقراء کے لئے دے دیجئیو اور آدھی اپنے بال بچوں میں صرف کیجئیو۔

یہ سُن کر بازدار نے زمین ادب چومی اور روانہ ہوا۔ اُدھر حاکم کو خبر ہو چکی تھی کہ بازدار نے باز گم کر دیا ہے۔ اور خود بھی فرار ہو گیا ہے۔ وہ اس کے بچوں سے پوچھ گچھ ہی کر رہا تھا کہ بازدار آ گیا۔

حاکم نے اس سے کیفیت پوچھی اور بازدار نے سب حال بیان کر دیا۔ ترک نے حضرت شیخ العالمؒ کا یہ حال سُن کر کہا۔ وہ صاحب تصرف بزرگ معلوم ہوتے ہیں۔ پھر کچھ روپیہ بازدار کو دے کر کہا کہ یہ روپیہ میری طرف سے بھی نذر پیش کرنا۔

بازدار نے اپنا گھوڑا فروخت کیا اور آدھی قیمت اپنے بچوں کو دی اور آدھی قیمت اور ترک کی نذر کا روپیہ لے کر حضرت جناب بابا صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت سے بعیت کی اور پھر حضرت ہی کا ہو رہا۔ کچھ دن بعد ترک نے بھی حاضر ہو کر بعیت کی اور نیکوکار ہو گیا۔

غرضیکہ جو لوگ اپنی دینی یا دنیاوی مراد سے حضرت جناب شیخ العالمؒ کی خدمت میں حاضر ہوتے وہ سب حضرت کی شفقت اور رحمت سے شادکام واپس جاتے آپ کے ذریعے ہزاروں بھٹکے

Marfat.com

ہوئے لوگ اپنے خالق و مالک ذوالجلال کی چوکھٹ پر سجدہ ریز ہو جاتے تھے۔ گویا یہ کرامات ذریعہ تھیں۔ لوگوں کو خدائے تعالےٰ کے آستانہ پر بلانے کا۔

مفلسی کا علاج

حضرت شیخ العالم بابا صاحبؒ کا قاعدہ تھا کہ کوئی دینی مشکل ہو یا دنیاوی۔ ہر بات میں لوگوں کو اللہ و رسول کی طرف توجہ دلاتے تھے۔ جب کوئی شخص حضرت کی خدمت میں اپنی پریشانی ظاہر کرتا تو آپ اس کو نماز پڑھنے اور تلاوت قرآن پاک کی تلقین کرتے تھے۔ روزانہ یہی ہوتا رہتا تھا۔

ایک دن ایک شخص نے حاضر ہو کر اپنی مفلسی اور تنگ دستی کا ذکر کیا۔ اور دعا کا خواہاں ہوا۔ آپ نے پہلے اس کے لئے دعا کی۔ پھر اس سے کہا تم رات کو سوتے وقت سورۃ جمعہ پڑھا کرو۔

فقراء کے مخالف لوگ

افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ چند نام نہاد مولویوں اور وہابیوں نے فقراء کی مخالفت کر کے عوام میں یہ خیال پیدا کر دیا ہے کہ مولوی ملا

Marfat.com

لوگ ہمیشہ فقیروں کے مخالف ہوتے ہیں۔ اور اس محترم و مکرم گروہ کو تکلیفیں اور اذیتیں دینا ان کا دلچسپ مشغلہ ہوتا ہے کیونکہ علماء کو درویشوں اور فقیروں کا اثر و رسوخ اور ہر دلعزیزی اچھی نہیں لگتی اور یہ ان کو ستاتے رہتے ہیں۔

لیکن یہ بات اچھی طرح ذہن نشین رکھیئے کہ تاریخ و سیر میں ایسی افسوسناک مثالیں چھوڑ جانے والے صرف چند مولوی گذرے ہیں جو کم علمی، حسد اور حب جاہ کے مریض تھے۔ سب عالم ایسے نہیں ہوتے۔ بلکہ علمائے حق خود درویش اور درویشوں کے غلام رہے ہیں"

اجودھن کے قاضی کی دشمنی

غلط قسم کے علماء میں سے ایک شخص عبداللہ نامی اجودھن کا قاضی گذرا ہے۔ اسلامی عہدِ حکومت میں قاضی کو وہی اختیارات حاصل تھے جو آجکل جج کو ہوتے ہیں۔ اس قاضی کو جناب باباصاحبؒ کا اثر رسوخ اور آپ سے عوام کی بے پناہ محبت ناگوار تھی۔ وہ اپنی نجی مجلسوں سے لے کر منبر تک آپ کو بُرا کہتا تھا۔ خصوصاً جس مجلس میں جناب باباصاحبؒ کے صاحبزادگان یا مریدان اور معتقد ان میں سے کوئی موجود ہوتا تھا تو یہ جناب باباصاحبؒ کو بُرا کہہ کر بہت

Marfat.com

خوش ہوتا تھا اور آپ پر الزام تراشتا رہتا تھا۔ غرضیکہ وہ اس دشمنی میں اس قدر اندھا ہو گیا تھا کہ اس کو اپنے خسران آخرت کا بھی خیال جاتا رہا تھا۔

"کِشَندہ کُشَندہ بَاشَد"

ایک دن جناب بابا صاحب کے صاحبزادے جناب شیخ شہاب الدینؒ کسی مجلس میں تھے کہ قاضی نے آپ کو وہاں دیکھ کر جناب بابا صاحبؒ کی شان میں گستاخیاں کیں۔ شیخ شہاب الدین نے واپس آکر تمام حال جناب بابا صاحبؒ کی خدمت میں عرض کیا اور کہا قاضی کو ہم سے خصومت پیدا ہو گئی ہے کہ جہاں ہم سے کسی کی صورت دیکھتا ہے چراغ پا ہو جاتا ہے اور جو کچھ وہ کہتا ہے سُنا نہیں جاتا۔ حالانکہ آج تک آپ کے ارشادِ گرامی پر عمل کرتے ہوئے ہم نے کبھی اس کی ناگفتنی کا جواب نہیں دیا ہے۔ کوئی محفل ہو، کسی قسم کے احباب جمع ہوں مگر وہ آپ کی توہین سے باز نہیں رہتا۔

جناب بابا صاحبؒ نے یہ سب باتیں سنیں اور فرمایا "کِشَندہ کُشَندہ باشد" یعنی برداشت کرنے والا مارنے والا ہے۔

Marfat.com

قاتلانہ حملہ :

حضرت بابا صاحبؒ کے تحمّل اور عفو درگذر کے باوجود قاضی نے اپنے دل کی اصلاح نہ کی اور وہ یہاں تک خراب ہُوا کہ اس نے جناب بابا صاحب کو قتل کرنے کا منصوبہ بنا لیا۔ اور ایک ترک غنڈے کو اس بات پر آمادہ کر لیا کہ کچھ اجرت لے کر جناب بابا صاحبؒ کا خاتمہ کر دے۔

حضرت کی عادت تھی کہ ہر نماز کے بعد طویل سجدے کیا کرتے تھے۔ اور اگر سردی کا موسم ہوتا تو پوستین اوپر ڈال لیتے تھے۔ ایک دن صبح کی نماز کے بعد قاضی کا فرستادہ غنڈہ خنجر لے کر، اوپر چادر اوڑھ کر مسجد میں آیا۔ بابا صاحبؒ اس وقت سجدہ میں تھے۔ سردی کا موسم تھا اور آپ پر اس وقت پوستین پڑی ہوئی تھی۔ اور اتفاقاً مسجد میں کوئی نہ تھا۔ حضرت کے پیچھے صرف حضرت نظام الدین اولیا بیٹھے تھے۔ اس ترک غنڈے نے آکر زور سے ایک قلندرانہ صدا لگائی اور پھر حضرت بابا صاحبؒ کی طرف بڑھا۔ حضرت بابا صاحبؒ نے سجدہ ہی سے پکار کر کہا۔ یہاں کوئی موجود ہے؟ حضرت نظام الدین اولیاؒ نے کہا کہ غلام حاضر ہے۔

Marfat.com

آپ نے فرمایا۔ میری طرف ایک ترک آرہا ہے جس کا قد درمیانہ اور رنگ زرد ہے۔ آپ نے اس کی طرف دیکھا اور عرض کی۔ جی ہاں۔ جناب باباصاحبؒ نے فرمایا اس کی کمر میں ایک زنجیر پڑی ہوئی ہے۔ ترک نے جب یہ باتیں سنیں تو رُک گیا۔ حضرت نظام الدین اولیاءؒ نے کہا۔ جی ہاں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اس کے کان میں ایک آدیزہ ہے جس میں سفید رنگ کا نگ بھی ہے۔ حضرت نظام الدین اولیاءؒ نے اس کی طرف دیکھا اور کہا۔ جی ہاں ایسا ہی ہے۔

جیسے ہی قلندر نے یہ بات سُنی وہ ڈر گیا۔ پھر جناب بابا صاحبؒ نے فرمایا۔ نظام الدینؒ اس کی بغل میں ایک خنجر بھی ہے جسے اس نے چادر میں چھپایا ہوا ہے۔ اسے کہہ دو کہ بھاگ جائے ورنہ خراب ہوگا۔ جیسے ہی ترک غنڈے نے یہ باتیں سُنیں، گھبرا گیا اور فوراً ہی بھاگ کھڑا ہوا۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ نے اس کا پیچھا کرنا چاہا۔ مگر بابا صاحبؒ نے ان کو منع کر دیا۔

دشمن قدموں میں

اس منصوبے کی ناکامی سے قاضی کو بڑی تکلیف ہوئی اور اس نے

Marfat.com

ایک اور قلندر کو اس بات پر آمادہ کیا۔ اور لالچ وغیرہ دے کر جناب بابا صاحبؒ کی طرف بھیجا۔

یہ قلندر بابا صاحب کے پاس آیا تو اس وقت آپ اپنے سجادہ پر بیٹھے ہوئے تھے اور پیشی میں مولانا بدرالدین اسحاقؒ حاضر تھے اور حضرت نظام الدین اولیاءؒ ان کے پیچھے کھڑے تھے۔ اس قلندر نے نہایت کرخت آواز میں حضرت شیخ العالم کو مخاطب کر کے کہا۔ میں نے سنا ہے کہ تو نے اپنے تئیں بُت بنا رکھا ہے اور لوگوں سے اپنے کو سجدہ کراتا ہے۔ حضرت بابا صاحبؒ نے جواب دیا "میں نے کچھ نہیں بنایا۔ جو کچھ بنایا ہے اللہ تعالےٰ نے بنایا ہے"۔ قلندر نے نہایت گستاخانہ لہجہ میں چیخ کر کہا۔ نہیں تو نے اپنے تئیں خود ایسا بنایا ہے۔ حضرت نے ارشاد فرمایا "کس میں طاقت ہے کہ اپنے آپ کچھ بن بیٹھے سوائے اللہ تعالےٰ کے کہ وہ اپنے فضل و کرم سے کسی کو نواز دے۔

یہ بات آپ نے کچھ ایسے انداز میں فرمائی کہ قلندر لاجواب اور شرمندہ ہو گیا اور فوراً آپ کے قدموں میں گر پڑا اور کہا آپ نے بالکل صحیح فرمایا ہے۔ حقیقت یہی ہے۔ آفرین ہے آپکی برداشت پر۔ جب تک یہ جہاں آباد رہے خدا کرے آپ کا تحمل اسی شان و شوکت سے قائم رہے۔ یہ کہا اور چلا گیا۔

Marfat.com

اجودھن کا مذکورہ قاضی ہمیشہ حضرت بابا صاحبؒ کے درپے آزار رہتا تھا۔ اور آپ کا برا چاہتا تھا۔ اور آپ کو برا کہتا رہتا تھا سب جانتے ہیں کہ برا چاہنا برا کہنے سے بھی زیادہ بدتر ہے۔ مگر حضرت نے اس کی ان برائیوں کا کبھی کوئی جواب نہیں دیا۔ ہمیشہ عفو و درگذر و رحم و کرم سے کام لیا۔ وہ ہر روز حضرت کو زک پہنچانے کے لئے نئی نئی تجویزیں سوچتا رہتا تھا۔ اور جب ایک تدبیر ناکام ہو جاتی تو کھسیانہ ہو کر دوسری پر عمل کرتا تھا۔ جب اس کی ہر تدبیر ناکام ہو گئی تو وہ ملتان گیا اور وہاں کے فضلاء اور علماء سے فتویٰ طلب کیا۔

حضرت بابا صاحبؒ کیخلاف فتویٰ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیانِ شرع متین بیچ اس مسئلہ کے کہ ایک شخص عالم ہے اور اپنے آپ کو درویش کہلواتا ہے۔ ہمیشہ مسجد میں رہتا ہے اور وہاں سرود سنتا ہے اور اس پر رقص کرتا ہے۔

ملتان کے علماء نے قاضی سے پوچھا ایسا کون شخص ہے جس کے متعلق تو یہ کہتا ہے۔ قاضی نے حضرت شیخ العالم بابا صاحبؒ کا اسم گرامی لیا۔ جب علماء نے حضرت کا نامِ نامی سنا تو سب نے قاضی سے منہ پھیر لیا۔ اور کہا قاضی! افسوس ہے تیرے اوپر۔ تو ہم سے ایسے

Marfat.com

برگزیدہ عالم اور پاک شخص کے متعلق فتویٰ لینا چاہتا ہے جس کے سامنے مجتہد وقت کو بھی زبان کھولنے کی جرأت نہیں ہو سکتی۔ ان کا قول و فعل تو علماء کے لئے حجت ہے۔ تجھے حسد نے صراطِ مستقیم سے ہٹا دیا ہے۔ اپنی دنیا و آخرت خراب نہ کر اور ایسی باتوں سے باز آجا۔ ورنہ انجام اچھا نہ ہوگا۔ یہ سن کر قاضی واپس چلا آیا۔

قاضی کا حشر

غرضیکہ قاضی مذکور حضرت بابا صاحبؒ کی مخالفت میں رات دن مصروف رہتا تھا۔ ایک دن جمعہ کی نماز میں قاضی کے نائب نے غلطی کی۔ حضرت بابا صاحبؒ نے فرمایا نماز دوبارہ پڑھائی جائے۔ حضرت کی زبان مبارک سے یہ نکلنا تھا کہ سب لوگوں نے نماز لوٹانے کا مطالبہ کیا۔ اس پر نائب قاضی نے نماز تو دوبارہ پڑھادی مگر خود قاضی بہت برافروختہ ہوا۔ اور کہنے لگا۔ دنیا بھر کے کام چور مفت خور مشٹنڈے یہاں جمع ہیں اور اب شریعت کے کاموں میں بھی مداخلت کرنے لگے ہیں۔ مگر میں اس مداخلت کو برداشت نہیں کروں گا اور بہت جلد ہی اس کا انتظام کر دوں گا۔

قاضی یہ اور اسی طرح کی باتیں کر رہا تھا کہ غضب الٰہی کو حرکت ہوئی

Marfat.com

اور یکدم قاضی پر فالج اور لقوہ گرا اور اس کا منہ ٹیڑھا ہو گیا۔ لوگ وہاں سے اٹھا کر اس کو گھر لے گئے۔ قاضی نے گھر والوں سے کہا کہ مجھے حضرت باباصاحبؒ کے پاس لے چلو۔ ان کو بُرا کہنے سے میں شامت میں مبتلا ہُوا ہوں۔ چنانچہ قاضی کے رشتہ دار قاضی کو چارپائی پر ڈال کر۔ اور ایک ٹوکرا شکر کا اور ایک بکری نذر کے لئے لے کر جناب باباصاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت باباصاحبؒ نے پوچھا۔ قاضی جی! کیا حال ہے؟ قاضی سے کوئی جواب نہ دیا جا سکا۔

پھر آپؒ نے فرمایا۔ ۴۲ سال سے تم مجھ کو جو تمہارا دل چاہتا تھا کہتے رہے ہو۔ مگر میں نے کبھی تمہارے فرمودات پر توجہ نہیں دی ہمیشہ اپنے مریدوں اور بچوں کو یہی نصیحت کرتا رہا ہوں کہ صبر و برداشت، عفو، درگذر سے کام لو۔ اب تمہارا فیصلہ خدائے تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ یہ کہہ کر آپ نے قرآن شریف کھولا تو اس میں یہ آیت نکلی :۔
"یَا نُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ" آپ نے قاضی کو یہ آیت یعنی اے نوح وہ تمہارے اہل میں سے نہیں ہے۔ بیشک اس کے عمل غیر صالح ہیں۔ سُنائی اور فرمایا۔ یہ خدائی فیصلہ ہے اپنی بکری اور شکر واپس لے جاؤ۔ یہ سُن کر قاضی کے رشتہ داروں نے اس کی چارپائی اٹھائی اور گھر واپس چلے۔ راستے میں قاضی کا انتقال ہو گیا۔

Marfat.com

باباصاحبؒ کا سفارشی خط

غیاث الدین بلبن کے نام

فقراء کی نظر ہر معاملے میں فاعلِ حقیقی پر رہتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو کارساز نہیں مانتے۔ وہ اپنے مریدین و معتقدین کو ہر صورت سے اس عقیدے پر کلی اعتقاد و یقین کرنا سکھاتے ہیں۔ کہ بھروسہ کے قابل وہی ذات ہے۔ اور اصل کارساز موثرِ حقیقی اور مالکِ حقیقی وہی ہے اپنے ہر کام میں اسی سے مدد مانگنی چاہیئے۔

وہ چاہتا ہے تو اسباب فراہم ہو جاتے ہیں۔ اور کام بن جاتے ہیں۔ وہ نہیں چاہتا تو بنے ہوئے اسباب بھی ختم ہو جاتے ہیں۔ دینے والا وہی ہے۔ وہ دلوائے تو کوئی روک نہیں سکتا۔ اس کے حکم کو رد کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ یہی تعلیم ہے جس کو فقراء ہر روز بلکہ ہر وقت حکمت و موعظت کے ذریعہ اپنے مریدین و معتقدین میں یقین کامل تک پہنچا دیتے ہیں۔ شخصی حکومت کے زمانہ میں جبکہ لوگ بادشاہ کو ظلِ الٰہی سمجھ کر سجدہ تک کیا کرتے تھے۔ ایک درویش کی تحریر کو دیکھیئے کیا حق گوئی اور فصاحت ہے سبحان اللہ :

ایک دن ایک شخص حضرت شیخ العالم باباصاحبؒ کی خدمت میں

Marfat.com

آیا۔ اور عرض کی حضور بادشاہ کے نام ایک سفارشی خط لکھ دیجئے تاکہ میرا کام ہوجائے۔ آپ نے اس سے فرمایا۔ کام کرنیوالا اللہ تعالےٰ ہے۔ میں تمہارے لئے دعا کرتا ہوں۔ اس نے کہا حضور اگر بادشاہ کو خط لکھ دیں تو میرا کام فوراً ہوجائے گا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا میں تمہیں خط لکھوائے دیتا ہوں۔ لیکن یہ بات یاد رکھو کہ کارساز اللہ تعالےٰ ہے۔

پھر آپ نے اس کو یہ خط لکھوا دیا :۔

رفعت قصۃ الی اللہ ثم الیک فان اعطیک شیئاً فالمعطی ھو اللہ وانت المشکور وان لم تعطیہ شیئاً فالمانع ھو اللہ وانت المعذور۔

یعنی میں نے اس شخص کی ضرورت اللہ تعالےٰ کے سامنے پیش کی پھر تیرے پاس بھیجا۔ اگر تو اس کو کچھ دے گا تو عطا اللہ تعالےٰ کی ہوگی اور یہ شخص تیرا مشکور ہوگا۔ اور اگر کچھ نہ دے گا تو روک خدا کی طرف سے ہوگی اور تو معذور سمجھا جائے گا۔

مجھے جاگیر نہیں چاہیئے

سلطان ناصر الدین غازی ابن سلطان شمس الدین التمش نہایت نیک سرشت اور پرہیزگار بادشاہ گذرا ہے تاریخ میں اس

Marfat.com

کو درویش بادشاہ کہا جاتا ہے۔ وہ کسی ملکی ضرورت کے سبب ملتان جا رہا تھا۔ جب نہروالہ کے قریب پہنچا تو غیاث الدین سے کہا جو اس وقت نائب السلطنت تھا اور الغ خاں کہلاتا تھا۔ کہ میں حضرت بابا صاحبؒ کی زیارت کے لئے اجودھن جانا چاہتا ہوں۔ الغ خاں نے کہا رستے میں پانی کی قلت ہے۔ اس عظیم لشکر کے ساتھ جانا تکلیف کا باعث ہوگا۔ آپ ملتان کی طرف چلئے میں آپ کی طرف سے نذرلے کر جاتا ہوں۔ بادشاہ نے اس تجویز کو پسند کیا اور کچھ نقد روپیہ اور چار گاؤں کا فرمان نذر میں بھجوا دیا۔

الغ خاں نذر لے کر اجودھن پہنچا۔ اور سوچنے لگا کہ بادشاہ کے اولاد نہیں ہے۔ اگر شیخ العالم بابا صاحبؒ دعا فرمادیں اور مجھے بادشاہت مل جائے تو کیا ہی اچھا ہو۔ یہ سوچ کر وہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور بادشاہ کی نذر پیش کی۔ جناب بابا صاحبؒ نے الغ خاں سے کہا۔ مجھے جاگیر نہیں چاہیئے۔ نقد روپیہ مجھے دیدو۔ درویشوں اور فقیروں کے ساتھ مل کر اسے خرچ کرلوں گا۔ جاگیر کے خواہشمند اور دوسرے بہت موجود ہیں۔ یہ فرمان واپس لے جاؤ اور اس کے چاہنے والوں کو دے دو۔ پھر فرمایا الغ خاں! سن بس

فریدوں فرخ فرشتہ نہ بود ۔۔۔۔۔ زعود دز عنبر سرشتہ نہ بود

Marfat.com

زداد و دہش یافت آں نکوئی! تو داد و دہش کن فریدوں توئی

یعنی فریدوں بادشاہ فرشتہ نہ تھا۔ اس نے داد و دہش کی اور ضرورت مندوں کو خوب دیا تھا۔ اس سے اس کو نیکی حاصل ہوئی۔ تو بھی داد و دہش کر فریدوں بن جائے گا۔

یہ سُن کر الغ خاں بہت خوش ہُوا اور اس نے جُھک کر حضرت کے قدم چُوم لئے اور ہاتھ جوڑ کر عرض کی کہ میں آپ کا خادم اور دعا کا محتاج ہوں۔ اور ساری عمر خادم ہی رہوں گا۔ آپ نے فرمایا "فریدوں توئی"۔

اس واقعہ کے تھوڑے ہی دنوں بعد ناصر الدین کا انتقال ہو گیا اور اور الغ خاں بادشاہ ہو گیا۔

"عشق بازی"

حضرت شیخ الاسلام بہاء الدین ذکریا ملتانی رح اور شیخ شیوخ العالم جناب بابا فرید الدین مسعود گنجشکر رح کے درمیان بہت محبت تھی۔ اور جناب بابا صاحب رح جب کبھی حضرت بہاء الحق کو خط لکھتے یا گفتگو میں آپ کا ذکر کرتے تو شیخ الاسلام بہاؤ الدین ذکریا رح فرماتے لوگوں نے پوچھا آپ حضرت کا نام نامی لیتے ہیں تو شیخ الاسلام ضرور

سلہ سیر الاولیاء صفحہ ۸۲

Marfat.com

کہتے ہیں۔ آپ نے جواب دیا میں نے لوح محفوظ پر ان کے نام کیساتھ شیخ الاسلام لکھا ہوا دیکھا ہے۔

اتفاقاً کسی بات پر دونوں میں بدمزگی ہوگئی تو حضرت شیخ الاسلام بہاؤالدین ذکریا ملتانیؒ نے جناب باباصاحبؒ کو خط بھیجا۔ اس میں تحریر فرمایا کہ میرے تمہارے درمیان عشق بازی ہے[1]۔ تم کو مجھ سے ناراض نہیں ہونا چاہیئے۔ جناب باباصاحبؒ نے جواب میں لکھا کہ میرے اور آپ کے درمیان "عشق" تو ہے مگر "بازی" نہیں ہے۔

"ازبہر تو میرم وزبرائے تو زیم"

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ فرماتے ہیں کہ ایک جناب شیخ العالم باباصاحبؒ اپنے حجرہ مبارک میں تھے اور دروازے پر مولانا بدرالدین اسحاق بیٹھے تھے۔ ان کو کوئی ضرورت پیش آئی۔ انہوں نے مجھکو دروازہ پر بٹھایا اور تاکید کی کہ اندر کوئی جانے نہ پائے میں ابھی واپس آتا ہوں۔

---

[1] سیر الاولیاء صفحہ ۷۷، جانب آسمان دید و نظر در لوح محفوظ کرد و دید کہ نوشتہ شیخ الاسلام بہاؤالدین ذکریا۔ [2] سیر العارفین صفحہ ۵۴ شجرۃ الاولیاء صفحہ ۵۴، سیر الاولیاء صفحہ ۱۲۳، خیر المجالس صفحہ ۱۷۴۔

Marfat.com

اگر شیخ العالم کو کوئی ضرورت پیش آئے تو فوراً حاضر ہو جانا۔ وہ تو یہ کہہ کر چلے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد میں نے کیواڑ کی دراز میں سے دیکھا۔

حضرت کا عجیب حال تھا۔ داڑھی آنسوؤں سے تر تھی۔ چہرہ کا رنگ متغیر تھا۔ کبھی سجدہ کرتے تھے۔ کبھی رقص کرتے تھے اور کبھی یہ رباعی پڑھتے تھے ؎

خواہم کہ ہمیشہ در ہوائے تو زیم — خاک شوم و بزیر پائے تو زیم
مقصود من بندہ ز کونین توئی — از بہر تو میرم و زبرائے تو زیم

حضرت نے فرمایا میں نے بار بار دیکھا۔ آخر مجھ سے نہ رہا گیا۔ میں نے کواڑ کھولے اور داخل ہو گیا۔ حضرتؒ اس وقت سجدہ میں تھے۔ میں نے بھی جاتے ہی حضرت کے قدموں میں سر رکھ دیا۔ کچھ دیر بعد حضرت اٹھے اور میری طرف بڑی شفقت سے دیکھا۔ اور از راہِ کرم پوچھا: کیا چاہتا ہے۔ میں نے ایک باطنی چیز طلب کی۔ فرمایا "بخشیدم"۔

اور اس جواب کے ساتھ ہی میں نے اپنے باطن میں اس کو ملاحظہ کیا۔ لیکن بعد میں مجھے خیال آیا کہ "کاش میں اس وقت یہ چاہتا۔ کہ میرا انتقال محفل سماع میں ہو"۔

Marfat.com

حضرت بابا صاحبؒ کے چھوٹے بھائی

آپ کا اسم گرامی حضرت شیخ نجیب الدین متوکل ہے۔ آپ دہلی میں حضرت بابا صاحبؒ کے خلیفہ اور چھوٹے بھائی کی حیثیت سے رہتے تھے، حضرت خواجہ نظام الدینؒ نے فرمایا ہے کہ حضرت نجیب الدین متوکل تقریباً ستر سال دہلی میں رہے۔ لیکن اس طرح کہ نہ کہیں مکان بنایا نہ کہیں زمین خریدی اور آپ کے استغراقِ حق اور بے تعلقیٔ دنیا کا یہ عالم تھا کہ آپ اتنی خبر بھی نہ رکھتے تھے کہ آج کونسا دن ہے اور کونسا مہینہ ہے۔ اور بازار میں کس کس قیمت کے سکے رائج ہیں۔

دہلی کے چھوٹے بڑے عالم اور عامی سب آپ کی خدمت میں دعا کرانے اور برکت حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوا کرتے تھے۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ بھی جب تعلیم سے فارغ ہوئے تو آپ ہی کی خدمت میں دعا کرانے کے لئے آئے تھے۔ اور آپ سے عرض کیا تھا کہ آپ میرے لئے دعا کر دیں۔ کہ میں کہیں کا قاضی ہو جاؤں۔ مگر حضرت متوکلؒ نے آپ کی یہ بات سنی اَن سنی کر دی۔ پھر جب آپ نے دوبارہ عرض کیا تو مسکرا کر جواب دیا کہ "بابا تو قاضی مشو چیزے دیگر شو" یعنی تم قاضی نہ بنو کچھ اور بنو ؀

Marfat.com

چونکہ حضرت بالکل متوکل تھے۔ اس لئے اکثر فقر و فاقہ سے دوچار رہتے تھے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ آپ عید کی نماز ادا کرنے کے لئے عیدگاہ گئے۔ وہاں چند غیر ملکی درویش موجود تھے۔ جب انہوں نے لوگوں کی عام رجوع حضرت کی طرف دیکھی تو خیال کیا کہ یہ کوئی بہت بڑا شیخ ہے۔ آج اس کے گھر مہمان ہونا چاہیئے۔

یہ سوچ کر وہ نماز عید کے بعد آپ کے ہمراہ آپ کے گھر آ گئے آپ نے ان کو مردانہ میں بٹھایا اور اندر اپنی اہلیہ سے کہا کچھ ہو تو لاؤ چند مہمان آ گئے ہیں۔ آپ کی اہلیہ محترمہ نے عرض کیا۔ آپ صاحبِ خانہ ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ عید کا دن ہے اور ہم سب فاقہ سے ہیں۔ کہاں سے لاؤں؟ میں اور میرے بچے سب خالی ہیں۔ یہ سن کر حضرت نے ان سے کہا۔ اچھا اپنی کوئی چادر دیدو تاکہ بازار میں فروخت کر کے مہمانوں کی خدمت کر دی جائے۔ انہوں نے سر کی چادر اتار کر آپ کے حوالے کر دی اور کہا اس کے سوا میرے پاس اور کوئی چادر نہیں ہے اور اس میں بھی چند پیوند لگے ہیں اسے کون خریدیگا۔ اگر کوئی خریدے تو بشوق فروخت کر دیجئے۔ جب حضرت نے چادر کی حالت دیکھی تو اس قابل نہ تھی کہ اس کو کوئی خریدے۔ یہ دیکھ کر آپ خاموش ہو گئے۔ اور مکان کی چھت پر چلے گئے اور دل سے یہ کہے جاتے تھے کہ آج عید کا

Marfat.com

دن ہے اور مہمان گھر پہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور ہمارے ہاں فاقہ ہے۔

اوپر جاکر آپ ذکر الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ تھوڑی دیر میں آپ کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے یہ شعر پڑھا ؎

با دل گفتم دلا خضر را بینی دل گفت اگر مرا نمائی بینم

اور اس کے پاس کھانے کا ایک خوان بھی تھا۔ اس نے وہ کھانا حضرتؒ شیخ کے سامنے رکھ دیا اور کہا کہ تمہارے توکل کا نقارہ عرش پہ فرشتگان اعلیٰ میں بج رہا ہے۔ اور یہاں تم محزون بیٹھے ہو۔ آپ نے جواب دیا حق تعالیٰ واقف ہے کہ میری توجہ اس طرف کچھ اپنی ذات کیلئے نہیں ہے۔ چند مہمان دروازہ پہ بیٹھے ہیں۔ یہ سن کر اس شخص نے کہا۔ جاؤ یہ کھانا مہمانوں کو کھلاؤ۔ اور کچھ میرے لئے بھی لیتے آنا۔

حضرت وہ کھانا لے کر نیچے اترے اور مہمانوں کو بھجوایا۔ اور کچھ کھانا ہمراہ لے کر اوپر آئے مگر وہاں کوئی بھی نہ تھے۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ نے فرمایا کہ وہ مرد حضرتؒ خضر علیہ السلام تھے۔

Marfat.com

سلطان المشائخ محبوب الٰہی حضرت خواجہ سید نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ

اسم مبارک محمد بن احمد ہے۔ نظام الدین اولیأ سلطان المشائخ اور محبوب الٰہی کے نام سے مشہور ہیں۔ دہلی والے سلطان جی کہتے ہیں ۶۳۶ھ میں بدایوں میں پیدا ہوئے۔ چار سال کی عمر میں والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھ گیا تھا۔ والدہ نے تربیت و پرورش کی۔ ۱۶ سال کی عمر میں تمام علوم سے فراغت پائی۔ اور بحاث محفل شکن خطاب پایا۔ آپ کے اساتذہ میں مولانا شمس الملک محدث رح اور مولانا کمال الدین زاہد مشہورِ زمانہ بزرگ گذرے ہیں۔

۲۰ سال کی عمر میں حضرت شیخ شیوخ العالم بابا فرید الدین مسعود گنجشکر رح کی خدمت میں بعیت ہونے کے لئے حاضر ہوئے۔ حضرت نے آپ کو دیکھ کر یہ شعر پڑھا ؎

اے آتش فرافت دلہا کباب کردہ
سیلاب اشتیاقت جانہا خراب کردہ

بعیت کے بعد مولانا بدر الدین اسحاق رح سے فرمایا۔ دہلی والے مہمان کی میزبانی دہلی والے کو ہی کرنی چاہیئے۔ کچھ دن بعد آپ نے حضور بابا صاحب رح

Marfat.com

کی خدمت میں گذارش کی۔ اگر حکم ہو تو ترک تعلیم کر دوں۔ اور وظائف میں مشغول ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا میں کسی کو تعلیم سے نہیں روکتا۔ یہ بھی جاری رکھو اور وہ بھی۔ جو غالب آجائیگا دوسرے کو خود ہی مٹا دیگا۔ حضرت جناب بابا صاحبؒ نے آپ کو ابو شکور صالمیؒ کی کتاب تمہید المبتدی اور شیخ الشیوخ سہروردیؒ کی عوارف المعارف کے چند باب اور کچھ پارہ قرآن شریف کے تجوید کے ساتھ پڑھائے تھے۔

تکمیل کے بعد خلافت عطا فرمائی اور نصیحت کی۔ ہمیشہ روزہ رکھنا کہ آدھا سلوک صرف روزہ ہے اور بقیہ آدھے میں دوسری چیزیں ہیں جو خلافت نامہ حضرت بابا صاحبؒ نے آپ کو مرحمت فرمایا تھا۔ وہ سیر الاولیا میں بعینہٖ موجود ہے۔ اس میں حضرتؒ نے آپ کو ان القابات سے یاد فرمایا ہے۔ فرزند رشید پاک دین و پاک رائے، دانا و برگزیدہ۔ آراستہ کردہ محمدی و دین محمدی۔ محمد بسر احمد زیب آوری امامانؒ عالماں۔ جائے فخر بزرگاں و متقیاں۔

اس کے بعد تحریر فرمایا ہے کہ ان کا عزیز ہاتھ ہمارے ہاتھ کی قائم مقام ہے اور یہ ہمارے خلفاء میں سے ہیں۔ دینی اور دنیاوی امور میں ان کی حکم برداری عین ہماری تعظیم کرنا ہے۔ پس رحم فرمائے اللہ تعالیٰ اس پر جو ان کا اکرام و احترام کرے اور ان کو بزرگ جانے کہ میں انکو عزیز

Marfat.com

دکھتا ہوں۔ اور ذلیل و خوار کرے اللہ تعالیٰ اس کو جو ان کے حقوق و احترام کو نظر انداز کرے جن کی میں خود حفاظت کرتا ہوں۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ کے قلب و نظر میں بھی حضرت باباصاحبؒ بسے ہوئے تھے۔ آپ نے حضرت کے خلیفہ و جانشین کی حیثیت سے سلسلے کی ترویج و اشاعت اور مخلوق خدا کی رشد و ہدایت کا کام اس شان سے انجام دیا کہ شائد دوبارہ وہ سماں قیامت تک نہ دیکھا جا سکے۔ مشہور مورخ ضیاء الدین برنی کی زبان سے سنئیے۔ وہ حضرت کے طریق رشد و ہدایت اور فیضانِ عالم کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

حضرت سے مرید ہونے کی شرم لوگوں کو کھلم کھلا اور چوری چھپے بہت سے منکرات سے بچاتی تھی۔ اور آپ کے فیضان سے مخلوق عام طور پر تقلیداً اور اعتقاداً طاعت و عبادت کی طرف رجوع ہو گئی تھی یعنی عوام و خواص کے دلوں میں نیکی اور نکوکاری نے جگہ پکڑ لی تھی۔ مرد عورتیں۔ بوڑھے جوان۔ بازاری اور عالی۔ غلام نوکر سب نماز کے پابند ہو گئے تھے۔ اور زیادہ لوگ چاشت و اشراق کے پابند تھے۔ برنی نے کئی صفحات میں باتیں لکھی ہیں۔

آخر میں لکھتا ہے کہ حاصل کلام یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ نے حضرت شیخ نظام الدین اولیاؒ کو اس زمانہ میں حضرت شیخ جنید بغدادیؒ اور حضرت

Marfat.com

شیخ بایزید بسطامیؒ کی مثل پیدا کیا تھا۔"

علامہ اقبالؒ نے انہی وجوہات کی بنا پر آپ کا مقام مسیح و خضر سے اونچا بتایا ہے ؎

تری لحد کی زیارت ہے زندگی دل کی
مسیح و خضر سے اونچا مقام ہے تیرا

مولانا غوثی شطاریؒ نے گلزارِ ابرار میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ نے بڑے بڑے شہروں میں مخلوق کی ہدایت اور دینی تبلیغ کے لئے ایسے سات سو خلفاء روانہ کیے تھے کہ جن میں سے ہر ایک کے سینے سے گویا عرفان کا آفتاب طلوع ہوتا تھا۔

آپ کا وصال ۱۸۔ ربیع الآخر ۷۲۵ھ چہار شنبہ بعد از طلوع آفتاب ہوا۔ شہنشاہِ دین سے آپ کی تاریخ نکلتی ہے۔

حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیریؒ

آپ حضرت باباصاحبؒ کے خلیفہ ہیں اور سلسلۂ چشتیہ کی ان عظیم ہستیوں میں سے ایک ہیں۔ جن کی شہرت قیامت تک آفتاب و مہتاب کے دامن سے باندھے رہے گی۔ چشتیہ سلسلہ کا فروغ اس وقت حضرت باباصاحبؒ کی تربیت یافتہ دو ہستیوں سے زیادہ ہے سلطان المشائخ

Marfat.com

خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ اور مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیریؒ۔

حضرت بابا صاحبؒ نے مخدوم صاحبؒ کو کلیر شریف کی ولایت عطا فرمائی تھی۔ آپ کی ولایت حقہ کی اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہوگی کہ آپ کے سلسلے میں مکمل اولیاء اللہ کی ایک سلک مروارید نظر میں آتی ہے جس کو کسی صورت میں نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

آپ کے تفصیلی حالات تین سو برس بعد کی کتابوں میں ملتے ہیں۔ اور ان سب روایتوں کا ماخذ یا نو روحانی کتابیں ہیں (نظاب) یا بزرگوں کا کشف ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے آپ کا ذکر چند سطروں میں کیا ہے۔ صابری سلسلے کی نشر و اشاعت حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ کے وقت میں شروع ہوئی چشتیہ سلسلے کے دورِ ثانی میں صابری مشائخ مشہور و نمایاں نظر آتے ہیں۔ لیکن خود حضرت مخدوم صاحب قبلہؒ نے سلسلے کی کیا خدمات انجام دی ہیں اور اسلام کی سربلندی کے لئے کیا کیا اس سے معاصر تذکرے اور تاریخیں بالکل خالی ہیں۔ اس بناء پر آپ کے کام کا اندازہ لگانا تقریباً ناممکن ہے۔

سیر الاقطاب وغیرہ کتب میں لکھا ہے کہ آپ صحیح النسب سید تھے

Marfat.com

اور آپ نے حضرت بابا صاحبؒ کی بہت خدمت کی تھی۔ بابا صاحبؒ نے اپنے ہاں کی لنگر کی تقسیم کا کام مخدوم صاحبؒ کے سپرد کیا ہوا تھا۔ جس کو جناب نے بہت اچھی طرح ۱۲ سال انجام دیا اور خود اس مدت میں لنگر خانہ سے کچھ بھی تناول نہ فرمایا۔ صائم النہار اور قائم اللیل رہے ۱۲ سال کے بعد ایک دن حضرت بابا صاحبؒ نے مخدوم صاحبؒ کو بلا کر پوچھا۔ کہ علی احمد تم سب کو کھانا تقسیم کرتے ہو۔ خود بھی کچھ کھاتے ہو یا نہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ بندہ کی کیا مجال ہے جو آنجناب کی اجازت کے بغیر ایک دانہ بھی کھایا ہو۔ یہ سن کر حضرت بابا صاحبؒ نے فرمایا۔ ہمارا علی احمد صابر ہے۔ اس دن سے آپ کا لقب صابر ہوا ؎

مرشد و مخدوم شیخ صابرؒ صابر — در صبر و رضا اول و آخر صابرؒ
گفتنم کہ بود در اولیاء جوہر فرد! — خود روح فریدؒ گفت صابرؒ صابر

حضرت مولانا جمال الدّین ہانسویؒ

آپ حضرت بابا صاحبؒ کے خلیفہ اول ہیں۔ اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کوفیؒ کی اولاد میں ہیں۔ بڑے جید عالم اور سحر البیان خطیب تھے۔ حضرت بابا صاحبؒ کو آپ سے بہت محبت تھی اور آپ کو اپنا جمال فرمایا کرتے تھے۔ ۱۲ سال ہانسی میں آپ ہی کی وجہ سے رہے تھے۔

Marfat.com

جب حضرت اجودھن آگئے تو مولانا جمال بھی آپ کے ہمراہ یہاں آگئے اور جماعت خانہ فریدیہ کے درویشوں کے لئے جنگل سے کریل کے پھل (ڈیلہ) توڑ کر لایا کرتے تھے۔ حضرت بابا صاحب کے خلفاء میں یہ قابلِ فخر اعزاز صرف آپ کو ہی حاصل تھا کہ آپ حضرت بابا صاحبؒ کے خلفاء کے خلافت نامے تصدیق کیا کرتے تھے اور بغیر آپ کی مہر کے کسی کی خلافت قابلِ تسلیم نہ ہوتی تھی۔ اور حضرت بابا صاحبؒ نے یہ انتظام اس لئے کیا تھا کہ ایک دفعہ ایک شخص نے حضرت بابا صاحبؒ سے خلافت حاصل کرنے کے لئے جھگڑا کیا اور کہا تھا۔ کہ:

"عرصہ ہوگیا میں آپ کی خدمت کرتا ہوں اور مرید بھی میں ان سب لوگوں سے پہلے ہوا تھا۔ آپ مجھے خلافت کیوں نہیں دیتے۔ اگر آپ نے مجھے خلافت نہ دی تو میں خود ایسا کاغذ بنا لوں گا اور لوگوں کو مرید کرنے لگوں گا۔"

یہ سُن کر حضرت بابا صاحبؒ نے مولانا سید بدرالدین اسحاقؒ سے فرمایا کہ ان سب کے خلافت ناموں پر تم اپنی کتابت کے دستخط کرو تاکہ کسی حریص کو اس کام میں مداخلت نصیب نہ ہو۔ اور (مولانا) جمال الدین کی تصدیقی مہر اور دستخط بھی ان پر لازمی ہیں۔ میرے جس خلافت نامے پر جمال الدین کے دستخط اور مہر نہ ہوگی وہ جعلی تصور ہوگا۔

Marfat.com

جب حضرت بابا صاحبؒ نے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کو خلافت نامہ عنایت فرمایا تو ان کو بھی ہدایت کی تھی کہ ہانسی جاکر (مولانا) جمال الدینؒ کی مہر لگوا لینا۔ چنانچہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ ہانسی گئے تھے۔ اور آپ کے سامنے وہ خلافت نامہ پیش کیا تھا۔ جسے دیکھ کر حضرت جمال الدینؒ بہت مسرور ہوئے تھے۔ اور یہ شعر پڑھ کر آپ نے اس پر دستخط کر دیئے ؎

خدائے جہاں را ہزاراں سپاس کہ گوہر سپردہ بہ گوہر شناس

ایک دن حضرت بابا صاحبؒ نے مولانا جمال الدین کی بوڑھی خادمہ سے پوچھا (جس کو آپ نے حضرت بابا صاحبؒ کی خدمت میں ایک پیغام دے کر بھیجا تھا) کہ ما درِ مومناں ہمارا جمال کیسا ہے اور کیا کرتا ہے اس نے عرض کیا "حضور جس دن سے آپ کے مرید ہوئے ہیں اسبابِ دنیا اور شغل خطابت کو ترک کر دیا ہے۔ اس لئے ان کو بھوک اور بلاؤں نے گھیر لیا ہے اور وہ سخت مجاہدوں میں مشغول رہتے ہیں"۔ یہ سن کر حضرت بابا صاحبؒ مسکرائے اور فرمایا۔ الحمد للہ۔ اچھی زندگی بسر کر رہا ہے۔ آپ کا وصال حضرت بابا صاحبؒ کی حیاتِ مبارک میں ۱۱۔ شعبان ۶۵۹ھ کو ہوا تھا۔ آپ کے دو صاحبزادے تھے۔ بڑے نے سورۃ یوسف کا وظیفہ پڑھا اور کیفیاتِ عشقیہ کی شدت

Marfat.com

نے ان کو مجذوب بنا دیا تھا۔ آپ کی یادگار دو کتابیں اس وقت موجود ہیں۔ ایک ملہمات جس میں آپ نے اپنے الہامات جمع کئے ہیں۔ اور دوسرا دیوان۔ آپ کے مکمل حالات کے لئے دیکھیئے کتاب انوار الفرید۔ پاکپتن شریف میں آپ کے سجادہ نشین جناب دیوان انوار الاسلام صاحب قیام پذیر ہیں اور آپ کے ہمراہ ان کے رشتہ دار اور عزیز و اقارب رہتے ہیں۔

حضرت باباصاحبؒ کی بیماری اور آپ کا انتقال

حضرت بابا صاحبؒ کا انتقال پچانوے اور بقولے ترانوے سال کی عمر میں ہوا تھا۔ آپ کو خلہ کی بیماری تھی جس میں تمام بدن میں سوئیاں چبھتی ہوئی معلوم ہوتی ہیں۔

ماہ ذوالحجہ کے آخری دنوں میں بیماری نے شدت اختیار کر لی تھی۔ اور آپ کو بے ہوشی کے دورے ہونے لگے تھے لیکن اس کے باوجود آپکی کوئی نماز بلکہ کوئی نفلی عبادت بھی قضا نہیں ہوئی اور وظائف بھی اپنے وقت پر ادا ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ محرم ۶۶۴ھ کا چاند نظر آگیا۔ محرم کی چار تاریخ کو دہلی سے آپ کے مخلص قدیم سید محمد کرمانی پرسشِ احوال کے

Marfat.com

لئے اجودھن آئے۔ حضرت بابا صاحب اس وقت حجرہ میں تھے۔ اور دروازہ بند تھا۔ باہر صاحبزادگان اور چند مریدان آپ کی جانشینی کے متعلق سرگوشیاں کر رہے تھے۔ جیسے ہی ان حضرات نے سید محمد کرمانی کو دیکھا تو کہا۔ اسوقت اندر نہ جانا۔ حضرت کی طبیعت ناساز ہے۔ سید کرمانی باہر بیٹھے سوچتے رہے کہ میں دہلی سے چل کر آیا ہوں اگر مجھے حضور کی قدمبوسی کر لینے دیں تو کیا حرج ہے۔ آخر ان سے ضبط نہ ہو سکا اور وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئے اور بابا صاحبؒ کے قدموں میں سر رکھ دیا۔ آپ نے آنکھیں کھولیں اور پوچھا۔ سید کیا حال ہے۔ کب آئے؟ انہوں نے عرض کیا حضور آپ کی دعا سے اچھا ہوں۔ ابھی حاضر ہوا ہوں۔ پھر حضرت کرمانی نے بابا صاحبؒ کا مزاج پوچھا۔ تو حضرتؒ نے فرمایا اللہ تعالےٰ کا شکر و احسان ہے۔ اس کے بعد سید محمد کرمانی نے علماء اور مشائخ کے سلام عرض کیے۔ آخر میں حضرت خواجہ نظام الدینؒ اولیاءؒ کا سلام عرض کیا۔ جیسے ہی حضرت نے ان کا نام سنا تو خوش ہو کر پوچھا۔ "نظام الدینؒ اچھا ہے۔ خوش ہے"؟ انہوں نے کہا ہر وقت حضور کی یاد میں رہتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت اور خوش ہوئے۔ اور بدر الدین اسحاقؒ سے فرمایا کہ جو تبرکات مجھے سلسلہ بہ سلسلہ اپنے حضرت سے پہنچے ہیں وہ نظام الدین محمد بدایونی کا حق ہے ان کو پہنچا دینا۔

Marfat.com

بعد نماز مغرب آپ کی طبیعت زیادہ خراب ہو گئی۔ عشاء کی نماز آپ نے جماعت سے ادا کی پھر آپ بے ہوش ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ کو ہوش آیا اور آپ نے سوال کیا کہ میں نے نماز پڑھ لی ہے؟ عرض کیا گیا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا ایک مرتبہ اور پڑھ لوں۔ اور پھر نماز عشاء ادا کی پھر بے ہوش ہو گئے۔ اس مرتبہ زیادہ دیر کے بعد ہوش آیا۔ ہوش آتے ہی پہلا جملہ یہ تھا کہ میں نے عشاء کی نماز پڑھ لی ہے؟ عرض کیا گیا جی ہاں۔ آپ دو مرتبہ نماز عشاء ادا کر چکے ہیں۔ پھر پوچھا مولانا نظام الدین دہلی سے نہیں آئے؟ کہا گیا۔ جی نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں میں بھی اپنے شیخ کے انتقال کے وقت ان کے پاس موجود نہ تھا۔ بلکہ ہانسی میں تھا۔ پھر فرمایا۔ ایک مرتبہ اور نماز ادا کر لوں۔ خدا جانے پھر کیا ہونے والا ہے۔ یہ فرما کر آپ نے عشاء کی نماز مع وتر ادا کی اور پھر تازہ وضو کیا اور سجدہ کیا۔ اور سجدہ ہی میں ایک مرتبہ زور سے یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ فرمایا اور جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝

بقیہ رات میں غسل و کفن سے فراغت پائی۔ صبح شہر سے باہر نماز جنازہ ادا کی گئی۔ اور پھر اس مقام پر جہاں اب آپ کا مزار پاک ہے دفن کیا گیا۔

Marfat.com

سُنت نبویؐ کا عملی نمونہ دیکھیے کہ انتقال کے بعد گھر والے کفن دفن کے خرچ سے بھی معذور تھے۔ اور لحد کے لئے کچی اینٹیں بھی نہ تھیں۔ جو گھر کا دروازہ توڑ کر حاصل کی گئی تھیں ؎

پینبئہ حلاج را رسم کفن داری نبود
خانہ بر دوش نشد امان داری ہم نداشت

"ازواج واولاد"

حضرت بابا صاحب کی تین یا چار بیویاں تھیں۔ جن کے بطن سے پانچ لڑکے اور تین لڑکیاں پیدا ہوئیں۔

۱۔ خواجہ نصیرالدین نصراللہؒ۔ ۲۔ خواجہ شہاب الدین گنج علمؒ۔ ۳۔ خواجہ بدرالدین سلیمانؒ۔ ۴۔ خواجہ نظام الدین شہیدؒ۔ ۵۔ خواجہ یعقوب ابدالؒ ۔ ۱۔ بی بی شریفہؒ۔ ۲۔ بی بی مستورہؒ۔ ۳۔ بی بی فاطمہؒ۔

حضرت بابا صاحبؒ کے وصال کے بعد آستانہ عالیہ کے دیوان جناب خواجہ شیخ بدرالدین سلیمانؒ مقرر ہوئے۔ ان کے بعد ان کے صاحبزادہ حضرت شیخ علاؤالدین موج دریا سجادہ نشین ہوئے اور تقریباً ۵۴ سال آپ سجادہ نشین رہے۔ بڑے عابد زاہد اور عارف بزرگ تھے۔ تمام عمر روزہ رکھتے رہے۔ سال میں صرف پانچ دن آپ

Marfat.com

روزہ نہ رکھتے تھے۔ شمس سراج نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ حضرت علاؤالدینؒ نے غیاث الدین تغلق، محمد تغلق اور فیروز شاہ تغلق کو تاجداری کی بشارت دی تھی۔ اور جتنے گز کی دستار آپ نے ان تینوں سلاطین کو عطا فرمائی تھی اتنے اتنے سال ان لوگوں نے حکومت کی۔

سلطان غیاث الدین کو جو خراسانی نژاد تھا اور اس وقت دیپالپور کا صوبہ دار تھا ۴½ گز کی دستار دی تھی وہ ۴½ سال ہی حکمران رہا اور سلطان محمد تغلق کو ۲۷ گز کی دستار دی تھی وہ ۲۷ سال بادشاہ رہا۔ اور فیروز شاہ تغلق کو کچھ کم ۴۰ گز کی دستار دی تھی وہ تقریباً چالیس سال حکمران رہا۔ سلطان محمد تغلق تو آپ کا ہی مرید تھا۔ آپ کی سجادگی کے زمانہ میں مشہور عالم سیاح ابن بطوطہ اجودھن آیا تھا۔ اور آپ سے ملا تھا۔ آپ ہر وقت مسجد میں بیٹھے رہتے تھے تفصیل کے لئے ہماری بڑی کتاب انوار الفرید ملاحظہ فرمایئے۔

آج جبکہ ذوالحجہ کی ۱۲ تاریخ ۱۳۸۳ھ ہے اور ۲۵ اپریل ۱۹۶۴ء آستانہ عالیہ کے سجادہ نشین جناب دیوان غلام قطب الدین صاحب ہیں جو حضرت علاؤالدین موج دریاؒ کی اولاد میں ہیں اور غالباً ۲۶ ویں سجادہ نشین ہیں۔ ان کی عمر اس وقت ۳۹ سال کی ہے۔ دس سال کی عمر میں اپنے والد کے انتقال پر سجادہ نشین ہوئے تھے۔

Marfat.com

پاکپتن شریف (اجودھن) اور اس کے قرب و جوار میں بکثرت چشتی آباد ہیں۔ حضرت باباصاحبؒ کی اولاد کو پنجاب میں چشتی کہا جاتا ہے۔ ان میں بعض بڑے زمیندار ہیں۔ اور اچھا اثر و رسوخ رکھتے ہیں۔ بعض پیری مریدی کرتے ہیں اور بقایا کھیتی باڑی کا کام کرتے ہیں۔

حضرت باباصاحبؒ کی محفل سماع

ہندوستان میں چشتیہ سلسلے کے سرخیل و سرگروہ حضرت سلطان الہند خواجۂ خواجگان سیدنا معین الدین چشتی اجمیری ہوئے ہیں جن کی ذاتِ گرامی سے متاثر ہو کر متحدہ ہندوستان کے کئی لاکھ آدمیوں نے اسلام قبول کیا تھا۔ ان کا قول و فعل سلسلہ چشتیہ میں حجت کا درجہ رکھتا ہے۔ آپ سماع سنتے تھے۔ آپ کے جانشین و خلیفہ حضرت قطب عالم بختیار کاکیؒ بھی سماع سنتے تھے اور آپ کا تو انتقال بھی سماع میں ہی ہوا تھا۔ آپ کے جانشین و خلیفہ حضرت شیخ شیوخ العالم بابا فرید الدین گنجشکرؒ تھے۔ آپ بھی سماع سنتے تھے۔

ایک دن حضرت باباصاحبؒ کو سماع سننے کا ذوق ہوا۔ اتفاق سے اس وقت وہاں کوئی قوال موجود نہ تھا۔ آپ نے حضرت مولانا بدرالدین اسحاقؒ سے فرمایا کہ وہ خط جو جناب قاضی حمید الدین ناگوری

Marfat.com

نے بھیجا ہے۔ لاؤ اور سناؤ۔ حضرت مولانا تعمیلِ حکم میں وہ تھیلہ اٹھا لائے جس میں وہ مکتوبات رکھے جاتے تھے۔ اور اس میں ہاتھ ڈال کر آپ نے ایک خط نکالا۔ دیکھا یہ وہی مطلوبہ خط تھا۔ مولانا کھڑے ہوئے اور خط پڑھنا شروع کیا۔ حمد و نعت کے بعد تحریر تھا۔

فقیر حقیر نحیف ضعیف بندۂ درویشاں از سر و دیدہ خاکپائے ایشاں محمد عطا المعروف بہ حمید الدین ناگوری۔ بس اتنا سنتے ہی حضرت بابا صاحبؒ پر کیفیت طاری ہوگئی اور جب مولانا نے خط کی یہ رباعی پڑھنی شروع کی تو حضرت پر وجد طاری ہو گیا ؎

آں عقل کجا کہ در کمالِ تو رسد　　آں روح کجا کہ در جلالِ تو رسد
گیرم کہ تو پردہ برگرفتی ز جمال　　آں دیدہ کجا کہ در جمالِ تو رسد

اسی طرح ایک دن آپ کو ذوقِ سماع ہوا اور آپ کی زبان پر مولانا نظامی کی یہ بیت آگئی جس کو آپ تمام دن پڑھتے رہے۔ پھر رات کو بھی یہی حال رہا اور دوسرے دن بھی۔

نظامی آنچہ اسرار است کر خاطر عیاں کر دی ؎
کہ سرش نمیداند زباں درکش زباں درکش

کہتے ہیں علماء اہل عقل ہیں اور فقراء اہل عشق۔ فقراء کے نزدیک سماع چند شرائط کے ساتھ سننا جائز ہے اور مسلمانوں کا

Marfat.com

سوادِ اعظم اس کو سنتا چلا آرہا ہے۔ قرآن شریف میں کوئی واضح اور صاف آیت اس کی حرمت میں نہیں ہے۔ اور متعدد صحیح احادیث کے علاوہ بخاری شریف کی حدیث چار تین سے خود سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا دف کیساتھ لڑکیوں کا گانا سننا ثابت ہے تفصیل کے لئے انوار الفرید دیکھئے۔

اردو وظائف

حضرت بابا صاحبؒ کا ارشاد ہے کہ حق تعالےٰ حیا کرتا ہے اپنے بندے سے کہ وہ دونوں ہاتھ پھیلا کر اس کو پکارے اور اس سے مانگے۔ اور وہ اس کے ہاتھوں کو خالی و ناامید واپس کر دے۔ فرمایا جو شخص تازہ وضو سے ۲ نفل پڑھے اور ہاتھ پھیلا کر آسمان کی طرف منہ کرے اور ۱۰۰ مرتبہ یا رب یا رب کہے۔ جو دعا مانگے قبول ہو۔ اگر گیارہ ہزار مرتبہ پڑھے یقیناً مراد پوری ہو مگر یہ عمل تنہائی میں کرے۔

تنگی معاش دُور کرنیکا وظیفہ حضرت بابا صاحبؒ نے فرمایا جو شخص تنگی معاش میں مبتلا ہو اس کو چاہیئے ہر شب سورۃ جمعہ پڑھا کرے۔

حفظِ قرآن کا طریقہ: حضرت بابا صاحبؒ نے فرمایا

Marfat.com

قرآن شریف حفظ کرنے کے خواہش مندوں کو چاہیئے۔ کہ پہلے سورۃ یوسف یاد کریں۔ اس کی برکت سے اللہ تعالےٰ پورا قرآن شریف عطا فرما دیتا ہے۔

عمل مجربہ برائے قضائے حاجت:۔ حضرت باباصاحبؒ نے فرمایا۔ اگر کسی شخص کو ایسی مشکل درپیش ہو کہ کسی طرح حل نہ ہوتی ہو۔ تو اس کو چاہیئے کہ چاند کی پندرھویں شب کو (چودہ تاریخ کا دن گذار کر رات کو) باوضو قبلہ رُخ بیٹھے اور انیس ہزار مرتبہ وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ پڑھے اور ہر ہزار پر سجدہ کرے اور تین بار آمین کہے اور اپنی حاجت اللہ سے طلب کرے۔ انشاء اللہ مراد کو پہنچے گا۔

حضرت باباصاحبؒ کے چند اقوال

★ فرمایا۔ دین کی حفاظت علم کے ساتھ کرو۔

★ فرمایا۔ جو مالدار ہونا چاہتا ہے وہ درویش نہیں حریص ہے۔

★ فرمایا۔ رذیل ترین آدمی وہ ہے جو ہر وقت کھانے اور کپڑوں میں لگا رہے۔

★ فرمایا دشمن کی دشمنی اس سے مشورہ کرنے سے ٹوٹ جاتی ہے۔

★ فرمایا۔ نامرادی کا دن مردوں کی شب معراج ہے۔

Marfat.com

★ فرمایا۔ ہر ایک کا کھانا نہ کھا۔ لیکن ہر ایک کو کھلائے۔

★ فرمایا۔ جو تجھ سے ڈرتا ہے اس سے تو بھی اندیشہ کر۔

★ فرمایا۔ عاقل نما نادان سے پرہیز کر۔

★ فرمایا۔ اگر تم بزرگوں کے مرتبہ کے خواہش مند ہو تو امراء۔ اور بادشاہ زادوں سے میل جول نہ رکھنا۔

★ فرمایا۔ دین کا کوئی بدل نہیں ہے۔

★ فرمایا۔ سبکساری اور درشتی کو اپنی کمزوری سمجھ۔

★ فرمایا۔ ایک جذبہ جذباتِ حق سے۔ دو جہان کی عبادت سے بہتر ہے۔

بہشتی دروازہ

حضرت بابا صاحبؒ کے روضہ شریف کے دو دروازے ہیں۔ ایک جنوب میں دوسرا مشرق میں۔ شرقی دروازہ نوری دروازہ کہلاتا ہے۔ اور جنوبی بہشتی دروازہ کہلاتا ہے۔ روضہ شریف کی تعمیر حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء نے کرائی تھی۔ جس کی ہر اینٹ پر ایک قرآن شریف ختم کیا گیا تھا۔

بہشتی دروازہ کی روایت سب سے پہلے صاحب جواہر فریدی

Marfat.com

نے لکھی۔ اس سے قبل کی کسی کتاب میں ہماری نظر سے اس دروازہ کا حال نہیں گذرا۔ البتہ (مشیوخ) سے یہ روایت چلی آرہی ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف ہے کہ میری قبر اور میرے منبر کے درمیان کی جگہ جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے' ہمارا خیال ہے کہ حضرت باباصاحبؒ کے بائیں جنتی دروازہ کا ہونا کمالِ اتباعِ نبوی کی دلیل ہے۔

رحمتِ حق بہانہ می جوید　　رحمتِ حق بہا نمی جوید

صاحب جواہر فریدی نے لکھا ہے کہ حضرت باباصاحبؒ کے دفن کے وقت حضرت خواجہ نظام الدین اولیأؒ نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بمعہ اصحاب کبار اور اولیأ نامدار روضہ حضرت باباصاحبؒ میں دیکھا اور سلطانِ انبیاء نے سلطان المشائخ سے فرمایا۔ مَنْ دَخَلَ هٰذَا الْبَابَ اٰمِنَ یعنی جو اس دروازہ میں داخل ہوا۔ اس نے امن پایا آپ نے سرکارِ رسالت کا یہ ارشادِ گرامی سنا تو آپ پر ایک کیفیت طاری ہوگئی اور آپ نے اسی حالتِ کیف میں دستک دے کر فرمایا: "اللہ۔ محمدؐ۔ چاریار۔ حاجی قطب۔ فرید۔ فرید فرید"۔ یہی وجہ ہے کہ دروازہ کھلنے وقت تین تالیاں بجائی جاتی ہیں اور حاضرین اللہ۔ محمدؐ۔ چاریار۔ حاجی قطب۔ فرید۔ فرید۔ فرید کا نعرہ لگاتے ہوئے

Marfat.com

بہشتی دروازہ میں داخل ہوتے ہیں۔ اور نوری دروازہ سے باہر آ جاتے ہیں۔

عمل صالح بہترین سرمایہ ہے۔ اللہ تعالےٰ اپنے فضل وکرم سے ہر ایک کو توفیق عطا فرما دے اور اس کو اپنی رحمت سے شرف قبولیت بھی بخشے۔ حاشا وکلاّ یہاں اس کی نفی مقصود نہیں ہے۔ صرف اسی کی رحمت کے غلبہ کا ذکر منظور ہے۔ جو لوگ فضلِ الہٰی سے قطع نظر جنت کو اپنے اعمال کا نتیجہ اور بدلہ خیال کرتے ہیں وہ اصحابِ کہف کے کتے کے متعلق کیا کہیں گے۔ جو محض ایک ساتھی ہونے کے سبب بغیر کسی عمل کے جنت میں جائیگا۔ اور بالعم باعور اور اسی طرح کے چند لوگ کثرت عبادت کے باوجود ایک نافرمانی پر جہنم میں جائیں گے۔ اعمال صالح کی توفیق محض فضلِ رب پر موقوف ہے اور اس کا فضل کسی سبب اور کسی علت کا محتاج نہیں ہے۔ پس مان لیجئے کہ یہ دروازہ بھی اولیاءُ اللہ پر اس کے فضل کا اظہار ہے۔ صوفی اجمیری مرحوم نے کیا خوب کہا ہے ؎

چاہیں تو خطاؤں کو وہ حُسنِ عمل لکھ دیں
اپنی ہے کتاب ان کی اپنا ہے حساب اُنکا

Marfat.com

مراسم عرس حضرت باباصاحبؒ

حضرت باباصاحبؒ کے عرس کی مراسم ۲۵ ر ذوالحجہ سے شروع ہو جاتی ہیں۔ ہر روز صبح کو تقریباً ۸ بجے دیوان صاحب تشریف لاتے ہیں اور اپنے ہمراہ مشائخ سجادگان اور فقراء اور پیرزادگان و معززین کو اندر روضہ میں لے جاتے ہیں۔ یہاں چند حافظ قرآن خوانی کرتے ہیں اس کے بعد آستانہ عالیہ کا شجرہ خواں یہ شجرہ پڑھتا ہے:-

بروحِ پاک بندگی حضرت سید المرسلین خاتم النبیین خواجہ کائنات خلاصۂ موجودات، سروَرِ مخلوقات رحمۃ اللعٰلمین احمد مجتبےٰ سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بطفیلِ حضرت ایشان جمیع آل و اولاد اصحاب وازواج واتباع رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین وعلمائے مجتہدین ومشائخ متصدقین و متاخرین وجمیع طبقات خصوصاً بندگی حضرت سلطان الہند قطب الاولیاء تاج العرفا۔ قدوۃ المحققین امام المتقین سراج العارفین برہان الذاہدین حضرت خواجہ خواجگان خواجہ سید معین الدین حسن سنجری قدس اللہ سرہٗ و بندگی حضرت شہید المحبت غریق رحمت قطب الاقطاب خواجہ سید قطب الدین بختیار کاکی اوشی

Marfat.com

قدس اللہ سرہٗ و بندگی حضرت حریق المحبت شیخ شیوخ العالم فرید الحق والشرع والدین قدس اللہ سرہٗ و نور اللہ مرقدہٗ و جمیع گذشتگان خواجگان چشت اہل بہشت رضوان اللہ علیہم اجمعین و جمیع فرزندان و خلفاء و مریدین و معتقدین بطفیل حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم درود و سورۃ فاتحہ معہ اخلاص ختم۔

یہاں سب حاضرین درود شریف و سورۃ اخلاص، سورۃ فاتحہ پڑھ کر ایصال ثواب کرتے ہیں۔ اسکے بعد شجرہ خواں یہ کہتے ہیں:۔

برائے مزید حیات و ترقی درجات و نیل المرادات و استقامت دارین و حصولیات دین و ایمان جمیع خلفاء و مریدین و علمائے اسلام و فقرائے ذوالاحترام و صوفیائے اکرام چہ از دور و نزدیک کل حاضرین مجلس بطفیل روحی حضرات خواجگان چشت اہل بہشت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حاضرین مجلس ایں نیت خیر دعا خیر مدد کنید۔" اس وقت بھی سب حاضرین فاتحہ کے بعد دعائے خیر کرتے ہیں پھر شجرہ خوان یہ کہتے ہیں:۔"

برائے مزید حیات و ترقی درجات و نیل المرادات و استقامت دارین و حصولیات دین و ایمان نائب مناب قطب الاقطاب خواجۂ بحر و بر شاہ فرید الدین مسعود گنجشکر، سراج الاولیاء نور الحق والشرع والدین

Marfat.com

حضرت دیوان شیخ غلام قطب الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ حاضرین مجلس ایں نیت خیر دعائے خیر مدد کنید۔

اس کے بعد دیوان صاحب سب حاضرین کو پسی ہوئی کھانڈ تقسیم کرتے ہیں۔ پھر یہاں سے نکل کر سب لوگ حضرت شیخ علاؤ الدین موج دریاؒ کے روضہ میں جاتے ہیں۔ وہاں بھی تبرک تقسیم ہوتا ہے۔ پھر یہاں سے دیوان صاحب سماع خانہ میں اپنی مخصوص نشست پر تشریف فرما ہوتے ہیں۔ اور علماء و فقراء مشائخ۔ اور سجادہ گان، پیرزادگان اور دوسرے معززین صف بستہ کھڑے رہتے ہیں۔ یہاں فاتحہ شربت پر ہوتی ہے۔ جو مٹی کی جھجریوں میں بھرا ہوا ہوتا ہے۔ یہاں بھی قرآن خوانی کے بعد وہی شجرہ پڑھا جاتا ہے جو اوپر تحریر کیا جا چکا ہے شربت کی جھجریوں کی تقسیم کے بعد آٹے میدہ کی چھوٹی چھوٹی ٹکیاں تقسیم ہوتی ہیں۔ اس تقسیم سے فارغ ہو کر جناب سجادہ نشین صاحب تو اندرون روضہ شریف چلے جاتے ہیں اور دوسرے سب حاضرین محفل سماع میں بیٹھ جاتے ہیں۔ دیوان صاحب روضہ شریف میں جا کر دروازہ بند کر لیتے ہیں اور مزارات کی صفائی کے بعد غلاف تبدیل کرتے ہیں اس وقت کسی کو اندر جانے کی اجازت نہیں ہوتی۔ سوائے اُس شخص کے کہ جس کو دیوان صاحب اپنے پیش دست کی حیثیت سے اندر بلا دیں:۔

Marfat.com

اس خدمت سے فارغ ہو کر دیوان صاحب باہر آجاتے ہیں اور دروازہ کھول دیتے ہیں۔ اور خود روضہ شریف کے دروازہ میں باہر کی طرف کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور مشائخ و سجادگان بھی مجلس کی صورت میں صف بستہ کھڑے رہتے ہیں اور محفل سماع منعقد ہوتی ہے۔ اس وقت کی یہ مجلس بڑی پُرکیف اور مؤثر ہوتی ہے۔ گذشتہ سال عرس کی اسی محفل میں شاید محبوب قوال نے جب یہ غزل شروع کی تھی تو ساری مجلس کیف و سرور سے بھر گئی تھی ؎

کون بیٹھا ہے اب اندیشۂ فردا لیکر
مطمئن ہوں تیری نسبت کا سہارا لیکر

۲۵ ذوالحجہ سے ۲ محرم تک صبح کی یہ مجلس ہر روز اسی طرح ہوتی رہتی ہے۔ اور یکم محرم سے شام کو بھی ایک مجلس شروع ہو جاتی ہے جو بہشتی دروازہ کھلنے والی دوسری رات تک جاری رہتی ہے۔ اس مجلس میں ہر روز تین صوفی بنائے جاتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ حضرت باباصاحبؒ کے انتقال کے بعد جب عرس کے موقع پر دہلی سے حضرت خواجہ نظام الدین محبوبِ الٰہیؒ آتے تو اسی جگہ محفل سماع منعقد ہوتی تھی اور بعض تذکرہ نویسوں کی روایات کے مطابق اس مجلس میں حضرت پر بڑا کیف ہوا تھا اور غلبہ حال میں آپ وجد کے

Marfat.com

لئے کھڑے ہو گئے تھے۔ اس مجلس میں مشہور سہروردی بزرگ جناب شیخ رکن الدین ابوالفتح ملتانیؒ بھی موجود تھے۔ پہلی مرتبہ انہوں نے آپ کی آستین پکڑ کر آپ کو بٹھا لیا تھا۔ پھر جب دوبارہ آپ وجد کے لئے کھڑے ہوئے تو انہوں نے آپ کا دامن پکڑ کر بٹھا لیا۔ تیسری مرتبہ جب آپ وجد کے لئے کھڑے ہوئے تو اٹھ کر چلے گئے اور نماز میں مشغول ہو گئے۔

حضرت شیخ محمد نے ان سے یہ معاملہ پوچھا تو انہوں نے فرمایا۔ کہ حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ شیخ وقت ہیں۔ ان کے روحانی مراتب سے کون واقف ہو سکتا ہے۔ پہلی مرتبہ جب وہ وجد کے لئے کھڑے ہوئے ہیں تو باطن میں ان کا قدم ساتویں آسمان پر تھا۔ میں نے ان کی آستین پکڑی اور ان کو بٹھا لیا۔ دوسری مرتبہ وہ وجد کیلئے کھڑے ہوئے تو وہ ہفت افلاک سے گذر گئے تھے۔ میرا ہاتھ ان کے دامن تک پہنچا اور میں نے ان کو بٹھا لیا۔ تیسری مرتبہ وہ میری نظروں سے غائب تھے۔ خدائے تعالےٰ علیم ہے کہ وہ کس مقام میں تھے۔ اس لئے میں اٹھ کر چلا آیا اور نماز میں مشغول ہو گیا۔

الغرض اسی حالت میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ نے باری باری تین آدمیوں کے شانے پر اپنا دست مبارک رکھا او وجد

Marfat.com

کرتے ہوئے ان کو اپنے ہمراہ ظاہراً حضرت شیخ شیوخ العالم بابا فریدالدین مسعود گنجشکرؒ کے روضہ مبارک تک لائے اور یہاں تک پہنچتے پہنچتے باطن میں ان کو ابرار کے مرتبہ تک پہنچا دیا۔ اس وقت حضرت امیر خسرو بھی موجود تھے جنہوں نے آپ پر سے روپے اور اشرفیاں تصدق کئے تھے۔

بعد میں اس واقعہ نے قال ورسم کی شکل اختیار کرلی جو سینکڑوں برس سے جاری ہے۔ اس مجلس میں مقررہ چوبدار ایک آدمی کا جو سر سے پاؤں تک سفید لباس پہنے ہوئے ہوتا ہے ہاتھ پکڑ کر دیوان صاحب کے سامنے لاتا ہے۔ اس کے ہمراہ قوالوں کی چوکیاں دف کیساتھ یہ غزل گاتی ہوتی ہیں۔ پھر یہاں سے اس کو اسی طرح آہستہ آہستہ نوری دروازہ تک لیجایا جاتا ہے۔ اور پھر وہاں سے واپس لاتے ہیں۔ واپسی پر دیوان صاحب کوڑیاں نچھاور کرتے ہیں۔ اسی طرح تین صوفی روزانہ بنائے جاتے ہیں۔ اس صوفی بنانے کی رسم میں قوال ہر صوفی کے ساتھ ایک ایک غزل گاتے ہیں۔ یہ مجلس بھی بڑی موثر اور پُرکیف ہوتی ہے۔

غزل نمبر (۱)

مرداں بداند قیمتش نامرد کسے داند قدر

Marfat.com

غزل نمبر (۲)

منزلِ عشقت مکانِ دیگر است
مرد ایں راہ رو نشان دیگر است

عاشقانِ خواجگانِ چشت را
از قدم تا سر نشانِ دیگر است

غزل نمبر (۳)

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را
ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

احمدا تا گم نہ کردی ہوش دار
ایں جرس از کاروانِ دیگر است

غزل نمبر (۴)

من نیم و اللہ یارا من نیم
جان جانم سر بسرم تن نیم

نور نورم نور نورم نور نور
من چراغ و پنبہ روغن نیم

نور پاکم آمدہ در مشت خاک
کور چشماں را و لے روشن نیم

اوست اندر سر من ظاہر شدہ
من نیم مسعود واللہ من نیم

پانچ محرم تک یہ رسم اسی طرح ہوتی ہے۔ شب ۶ محرم کو اسی طرح کی ایک اور مجلس بہشتی دروازہ کے سامنے دالان میں ہوتی ہے اس محفل کے بعد جناب دیوان صاحب بہشتی دروازہ کے بالکل سامنے کھڑے ہوتے ہیں اور دعا مانگتے ہیں۔ پھر اللہ محمد چار یار، حاجی قطب فرید فرید فرید۔ کہہ کر تین تالیاں بجاتے ہیں جن کی اتباع میں تمام حاضرین عرس تالیاں بجا کر یہ نعرہ لگاتے ہیں جس سے تمام فضا فرید فرید کے نعروں سے گونج اٹھتی ہے

Marfat.com

پھر دیوان صاحب دروازہ کھولتے ہیں اور فرید فرید کہتے ہوئے اندر داخل ہو جاتے ہیں ۔ آپ کے بعد آپ کے عزیز و اقارب ۔ مشائخ اور فقراء خصوصاً حضرت میاں علی محمد خاں صاحب چشتی نظامی سجادہ نشین بسی شریف اور حضرت خواجہ غلام نظام الدین صاحب چشتی نظامی سجادہ نشین تونسہ شریف اور حضرت پیر غلام محی الدین صاحب چشتی نظامی سجادہ نشین گولڑہ شریف اور دوسرے چشتی نظامی صابری قادری نقشبندی مشائخ اور معززین اور درگاہوں کے پیرزادگان اس دروازہ میں داخل ہوتے ہیں اور شرقی دروازہ سے باہر آجاتے ہیں ۔

پھر حضرت دیوان صاحب سجادہ نشین آستانہ جنوبی حجروں کے سامنے ۸ فٹ اونچے تخت پر کھڑے ہو کر زعفران کے پانی میں بھیگے ہوئے کپڑے جو مزار پاک حضرت بابا صاحبؒ سے مس شدہ ہوتے ہیں حاضرین میں تبرکاً تقسیم کرتے ہیں ۔ جب اندرون آستانہ عالیہ کے تمام حاضرین بہشتی دروازے سے گذر جاتے ہیں تو پھر حجرہ نشین لوگوں کو ایک قطار کے ساتھ بہشتی دروازہ میں داخل کیا جاتا ہے ۔ اس کے بعد عوام کو چھوٹے چھوٹے جتھوں کی صورت میں درگاہ شریف کے صدر دروازہ سے ایک قطار کے ساتھ بہشتی دروازہ میں سے گذارا جاتا ہے اور فوراً ہاتھ در ہاتھ احاطہ آستانہ کے شمالی دروازہ سے باہر کر دیا جاتا ہے ۔

Marfat.com

دروازہ پر سرکاری شمار کنندے گنتی کرتے رہتے ہیں۔ ہر سال تقریباً ایک لاکھ آدمی اس دروازہ میں داخل ہوتے ہیں۔

۶ محرم کی صبح کو دیوان صاحب تقریباً ۸ بجے آتے ہیں اور دروازہ بند کر دیتے ہیں۔ پھر شام کو بعد نماز مغرب یہ دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور لوگ ۷ محرم کی صبح ۱۰ بجے تک قطار در قطار اس دروازہ سے گذرتے رہتے ہیں۔ دوسرے دن دروازہ بند کرنے سے کچھ دیر پہلے مردوں کو روک کر عورتوں کو بہشتی دروازہ تک جانیکی اجازت دیجاتی ہے۔ وہ اندر نہیں جاتیں۔ بلکہ دروازہ کو بوسہ دے کر واپس ہوجاتی ہیں۔ اس کے بعد مقررہ وقت پر جناب دیوان صاحب دروازہ بند کر دیتے ہیں۔ یہ ہیں وہ مراسم جو سینکڑوں برس سے اسی طرح ادا ہو رہی ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ صفائی کیساتھ جاری رہیں ؎

الٰہی تا بود خورشید و ماہی ۔ چراغ چشتیاں را روشنائی

آستانہ کے مزارات، عمارات و تبرکات

آستانہ حضرت بابا صاحبؒ میں خود حضرت کے مزار کے علاوہ آپ کے دو صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں ہیں۔ اہلیہ محترمہ اور پوتوں کے مزارات ہیں۔ نظامی مسجد۔ صابری حجرہ۔ جمال برج قابل زیارت مقامات ہیں۔ تبرکات میں حضرت بابا صاحبؒ کا ایک جبہ مبارک

Marfat.com

ایک جوڑہ چرمی موزہ اور دو علم ہیں۔ عصا اور تسبیح اور کاسۂ چوبیں بھی جو ۱۹۶۱ء تک موجود تھے۔

حضرت بابا صاحبؒ کے روضہ شریف میں دو مزار ہیں۔ ایک خود آپ کا مزار ہے۔ آپ کا مزار بڑا ہے اور مغرب کی سمت ہے، دوسرا چھوٹا مزار جو مشرقی جانب دروازہ کے قریب ہے یہ آپ کے صاحبزادے جناب شیخ بدر الدین سلیمانؒ کا ہے۔ جو آپ کے انتقال کے بعد آستانہ عالیہ کے پہلے سجادہ نشین مقرر ہوئے تھے۔ پھر آپ کے بعد آپ کے صاحبزادہ جناب شیخ علاؤ الدین موج دریاؒ سجادہ نشین آستانہ مقرر ہوئے اور تقریباً ۵۴ سال آستانہ عالیہ کے سجادہ رہے۔

روضہ حضرت علاؤ الدین موج دریاؒ

دوسرا بڑا گنبد حضرت علاؤ الدین موج دریاؒ کا ہے۔ جو حضرت بابا صاحبؒ کے پوتے تھے۔ بڑے عابد۔ زاہد اور عارف کامل بزرگ تھے۔ سلطان محمد تغلق۔ فیروز شاہ تغلق کو آپ نے بادشاہ ہونے کی بشارت دی تھی۔ اور محمد تغلق آپ ہی کا مرید تھا۔ جس نے آپ کے انتقال کے بعد آپ کے مزار پر یہ گنبد تعمیر کروایا تھا۔ اندرون گنبد لکڑی اور پختہ

Marfat.com

اینٹوں میں آیات قرآنی اور روضہ کی تعمیر کا حال کندہ ہے۔ اسی گنبد میں جانب مشرق ایک مسقف چار دیواری ہے جس میں حضرت بابا صاحبؒ کی اہلیہ محترمہ اور دو صاحبزادیوں کے مزار ہیں۔ ۱۔ بی بی مستورہؒ ۲۔ بی بی شریفہؒ۔

اس گنبد میں بقایا مزارات آستانہ عالیہ کے سجادہ نشینوں کے ہیں۔ جن میں جانب غرب دوسرا اعلانات والا مزار موجودہ سجادہ نشین صاحب کے والد ماجد جناب دیوان سید محمد صاحبؒ کا ہے۔ جو درویشانہ خصائل رکھتے تھے اور بڑے عابد و زاہد انسان تھے۔

نظامی مسجد

حضرت بابا صاحبؒ کے روضہ شریف کے بالکل متصل گوشہ مشرق و شمال میں نظامی مسجد ہے۔ یہ جگہ حضرت سلطان المشائخؒ خواجہ نظام الدین اولیاءؒ محبوب الٰہیؒ کا عبادت خانہ ہے۔

کہتے ہیں کہ اس مقام پر ہر روز ایک ابدال یا صاحب نعمت درویش آتا ہے اور عبادت کرتا ہے۔ نیز اس جگہ نفل پڑھ کر جو دعا مانگی جاتی ہے اللہ تعالےٰ اس کو قبول فرماتا ہے ؎

جس جگہ یار کا نقش کف پا ہوتا ہے　　بس وہیں کعبۂ ارباب صفا ہوتا ہے

Marfat.com

سماع خانہ روضہ متبرکہ کے شرقی دروازہ کے بالمقابل سماع خانہ ہے جہاں ایام عرس میں دیوان صاحب سجادہ نشین مراسم عرس انجام دیتے ہیں۔

روضہ شیخ شہاب الدین گنج علمؒ

حضرت بابا صاحبؒ کے روضہ شریف سے جانب غرب مسجد سے متصل حضرت گنج علم کا روضہ شریف ہے۔ جو حضرت بابا صاحبؒ کے صاحبزادے تھے اور نہایت عالم و فاضل تھے۔ حضرت کی مجلس میں جس وقت علمی گفتگو ہوتی تو آپ ہی سے افتتاح ہوتا تھا۔ آپ کے مزار شریف بائیں ہو وہ ہے جس کا پانی شفائے امراض اور کند ذہن بچوں کے لئے اکسیر ہے۔

دوسرا مزار دیوان اللہ جوایا صاحبؒ کا ہے جو آستانہ عالیہ کے سجادہ نشین تھے اور جنہوں نے ۱۳۰۴ھ میں انتقال فرمایا۔

صابری حجرہ حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیریؒ کا عبادت خانہ ہے اور خاص مقام ہے۔

به زمینے که نشان کفِ پائے تو بود
سالہا سجدہ صاحب نظراں خواہد بود

جو عقیدتمند کلیر شریف کی حاضری سے محروم ہیں وہ یہاں آنکھیں

Marfat.com

بچھاتے ہیں کیونکہ ؎

ہیر نقش پا جو نہ مل سکا تیرے رہگزر کی زمیں سہی
ہمیں سجدہ کرنے سے کام ہے جو وہاں نہیں تو یہیں سہی

جمالی برج - آستانہ عالیہ میں گوشہ مشرق و جنوب میں واقع ہے۔ حضرت باباصاحبؒ کے خلیفہ اول اور ہانسی کے مشہور و معروف خطیب حضرت جناب مخدوم جمال الدین صاحبؒ قطب جمال کے نام سے موسوم ہے۔ اہل نظر دیکھتے ہیں کہ اس مقام پر کیسا انوار کا نزول ہوتا ہے۔

نظامی برج آستانہ عالیہ کے گوشہ جنوب مغرب میں واقع ہے۔ سلسلہ چشتیہ نظامیہ کے مشہور و معروف بزرگ حضرت خواجہ غلام نظام الدین صاحبؒ سجادہ نشین تونسہ شریف کے بزرگوں سے منسوب ہے۔ اور ہمیشہ سے بزرگوں کی نشستگاہ رہا ہے۔ اب بھی حضرت خواجہ صاحب جب آستانہ عالیہ پر حاضر ہوتے ہیں تو اسی جگہ قیام فرماتے ہیں۔

گھنٹہ گھر ۱۸۸۵ء میں حضرت باباصاحبؒ کے عقیدتمند ایک ماہر گھڑی ساز نے جو تونسہ شریف سے مرید تھا یہ گھنٹہ بنایا تھا۔ اس میں ڈائل اور سوئیاں نہیں ہیں۔ اور یہ ہر پاؤ گھنٹہ کے بعد ایک اور آدھ گھنٹہ کے بعد دو اور پون گھنٹہ کے بعد تین چھوٹی گھنٹیاں بجاتا ہے۔ اور جب

Marfat.com

گھنٹہ پورا ہوجاتا ہے تو چار چھوٹی گھنٹیاں بجا کر جتنے بجے ہوتے ہیں بجاتا ہے جس کی آواز دور دور تک سنائی دیتی ہے۔ اس میں آٹھ دن کے بعد چابی دی جاتی ہے۔ اور نہایت قابلِ دید چیز ہے۔

اب محکمہ اوقاف کی طرف سے ایک اور عقیدتمند گھڑی ساز مسمی محبوب اس کی سوئیاں ڈائیل تیار کر رہا ہے۔ اور محبوب انتہائی عقیدت و محبت کیساتھ اس کام میں مصروف ہے۔ شاید اس عرس تک یہ کام ہوجائے جس میں ابھی پندرہ دن باقی ہیں۔ اور یہ حضرت باباصاحبؒ کا ۷۲۰ واں عرس ہے۔ کیونکہ آپ کا وصال ۶۶۴ھ سہ شنبہ شب ۵ محرم الحرام کو ہوا تھا۔

حضرت باباصاحبؒ کے حالات میں ایک مکمل اور جامع کتاب جس کو قدیم فارسی عربی معتبر کتابوں سے مرتب کیا گیا ہے جو الحاقی روایات اور غیر مستند واقعات سے پاک ہے جس میں یہ بھی کوشش کی گئی ہے کہ حضرت باباصاحبؒ سے متعلق کوئی چھوٹی سے چھوٹی بات بھی رہنے نہ پائے۔ ہر روایت اور ہر واقعہ کا ثبوت بمعہ حوالہ کتب صفحہ موجود ہے۔ اور دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ کتاب کا نام "انوار الفریدؒ" ہے

<u>ملنے کا پتہ</u>

مخدوم ناصر الدین نظامی ناظم کتب خانہ نظامیہ پاکپتن شریف ہے۔

Marfat.com

نادرات

آستانہ عالیہ حضرت باباصاحبؒ میں حضرت کے وقت کے کچھ نادرات موجود ہیں جن میں لکڑی کی ایک روٹی ہے جسکے متعلق روایت ہے کہ آپ اپنے مجاہدات کے زمانے میں اس روٹی کو کپڑے میں لپیٹ کر ساتھ رکھتے تھے۔

صاحب جواہر فریدی کی روایت ہے کہ حضرت باباصاحبؒ نے ۲۱ سال اس لکڑی کی روٹی کو اپنے شکم مبارک پر باندھے رکھا انتہائی بھوک میں جب نفس جلنے لگتا تو آپ اس کو منہ تک لیجاتے اور نفس سے فرماتے اللہ تعالےٰ کی طاعت وعبادت میں لگا رہ اگر سرکشی دکھائی تو یاد رکھ بھوکا مار دوں گا۔ اس لکڑی کی روٹی پر دو نشان پڑے ہوئے ہیں جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ آپکے دندان مبارک کے نشانات ہیں۔ واللہ اعلم۔

جناب وارث شاہ صاحبؒ نے حضرت باباصاحبؒ کی نفس کشی اور صبر و استقامت کے متعلق خوب فرمایا ہے۔ ع

سو مُا صبر داماریا نفس موذی بیر بھن کیتا چکنا چور ہے جی

اور جناب عبدالقادر گراں نے فرمایا ہے ے

Marfat.com

موج دریائے وفا کان نمک گنج شکر
انّہٗ دُرٌّ غریبٌ اِنّہٗ شیئٌ عُجاب

آسمانِ فقر را خود آفتاب آمد فرید   قرص جو بیں بر شکم بر بست ذرّہ آفتاب

جُبّہ شریف | ان نادرات میں حضرت باباصاحبؒ کا ایک جبہ شریف ہے۔ جو پرانا ہونے کے سبب شکستہ ہو گیا تھا۔ اس کے اوپر نیچے کپڑے کی تہ لگا دی گئی ہیں۔ اصل جبہ ان کپڑوں کے درمیان پوشیدہ ہو گیا ہے۔ عام لوگ اس کی زیارت نہیں کرتے۔ اب محکمہ اوقاف کیطرف سے شیشہ کے بکس میں ان نادرات کو رکھا جانے کی تجویز ہے جس سے ہر شخص ان نادرات کی زیارت کرسکے گا۔

باباصاحبؒ کی جوتیاں | سرخ نری کی بنائی ہوئی جوتی کا ایک جوڑہ ہے۔ یہ بھی بہت بوسیدہ اور مرمت شدہ ہے۔ اگرچہ ان کو حضرت کی جوتیاں بیان کیا جاتا ہے مگر جوتی کا تلا سخت ہوتا ہے اس میں ایسا نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ آپ کی مسحیاں ہوں گی یعنی چرمی موزے۔

عَلَم | انہی تبرکات ونادرات میں دو عَلم بھی ہیں۔ جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کا بتایا جاتا ہے۔ عَلم کا کپڑا بھی بہت بوسیدہ ہو گیا تھا۔ اس کے اوپر اور نیچے بھی کپڑے کی تہ لگا دی گئی ہے۔

Marfat.com

ان تبرکات و نادرات کے علاوہ آستانہ شریف پر پہنچ کے کچھ میوے ہیں جن میں خوبانی۔ چھوہارے۔ ثعلب مصری۔ اخروٹ۔ چھالیہ وغیرہ قابل دید ہیں۔

کہتے ہیں کہ ایک سوداگر عمدہ قسم کے مندرجہ بالا میوہ جات اونٹوں پر لاد کر تجارت کے لیئے لے جا رہا تھا۔ حضرت بابا صاحبؒ اُس وقت سرِراہ بیٹھے تھے۔ جب اونٹوں کا یہ قافلہ گذرا تو آپ نے سوداگر سے پوچھا کہ اونٹوں پر کیا شے لادی ہوئی ہے۔ سوداگر نے منگتا فقیر سمجھ کر جھوٹ بولا اور کہا پتھر ہے۔ آپ نے فرمایا پتھر ہوں گے۔

جب منزل پر جاکر بوروں کو کھولا تو اس میں میوہ تو تمام جوں کا توں موجود تھا مگر اس کی ہیئت تبدیل ہوچکی تھی۔ یعنی سب میوہ پتھر کا تھا۔ یہ دیکھ کر سوداگر کی پاؤں تلے کی زمین نکل گئی اور اس کو غش آگیا۔ جب اس نے غور کیا تو اس کو یاد آیا کہ اجودھن میں جو فقیر برسرراہ کھڑا ہوا تھا اور اس نے پوچھا تھا کہ اونٹوں پر کیا لدا ہوا ہے اور میں نے اس سے جھوٹ بولا تھا کہ پتھر ہیں۔ اور اس نے اس کے جواب میں نہایت لاپرواہی سے کہا تھا کہ پتھر ہوں گے۔ یہ اسی کی زبان کا اثر ہے اور یہ میرے جھوٹ کی سزا ہے۔

وہ سوداگر اپنی اس پریشانی کے ازالہ کیلئے بہت سے درویشوں

Marfat.com

اور مولویوں کے پاس گیا۔ مگر ناکامی رہی۔ آخر ایک درویش نے اس کو بتایا کہ تم اجودھن واپس جاؤ اور حضرت باباصاحبؒ سے معافی مانگو یہ سب کچھ انہی کی زبان کا اثر ہے۔ ان کے سوا تمہارا یہ کام کبھی بھی ٹھیک نہ ہوگا۔

ناچار وہ سوداگر اجودھن روانہ ہوا۔ جب اسی مقام پر آیا۔ تو اونٹوں کو وہاں بٹھایا اور اس پتھر کے میوہ کی ایک لپ بھر کر حضرت کی خدمت میں آیا اور آپ کو اپنی سرگذشت سنائی اور وہ پتھر آپ کی خدمت میں ڈال دیئے اور معافی مانگی اور جھوٹ بولنے سے توبہ کی۔ تو آپ نے فرمایا: اگر وہ میوہ تھا تو میوہ ہو جائے گا۔

اس کے بعد سوداگر واپس اونٹوں کے پاس آیا تو دیکھا واقعی سب اونٹوں میں اصلی میوہ بھرا ہوا تھا۔ یہ پتھر کا میوہ اسی وقت کی یادگار ہے ۞

★

Marfat.com

اسمائے گرامی سجادہ نشینان آستانہ عالیہ فریدیہ

۱- حضرت دیوان شیخ بدرالدین سلیمانؒ

۲- " " " علاؤالدین موج دریاؒ

۳- " " " معزالدین شہیدؒ

۴- " " " فضل الدین فضیلؒ

۵- " " " منورؒ

۶- " " " نورالدینؒ

۷- " " " بہاؤالدینؒ

۸- " " " محمد صاحبؒ

۹- " " " احمد صاحبؒ

۱۰- " " " عطاء اللہ صاحبؒ

۱۱- " " " محمد صاحبؒ

۱۲- " " " ابراہیم بربہیم شاہ فرید ثانیؒ

۱۳- " " " تاج الدین محمودؒ

۱۴- " " " فیض اللہ صاحبؒ

۱۵- " " " ابراہیم ثانیؒ

Marfat.com

۱۶۔ حضرت دیوان شیخ محمد ثانیؒ

۱۷۔ " " " محمد اشرفؒ

۱۸۔ " " " محمد سعیدؒ

۱۹۔ " " " محمد یوسفؒ

۲۰۔ " " " عبدالسبحانؒ

۲۱۔ " " " غلام رسولؒ

۲۲۔ " " " محمد یارؒ

۲۳۔ " " " شرف الدینؒ

۲۴۔ " " " اللہ جوایاؒ

۲۵۔ " " " سید محمد صاحبؒ

۲۶۔ جناب دیوان شیخ قطب الدین صاحب
سلمہ اللہ تعالیٰ (موجودہ سجادہ نشین)

Marfat.com

محکمہ اوقاف

حکومت نے ۱۹۶۱ء میں درگاہوں خانقاہوں اور مساجد وغیرہ اور ان کے متعلق جائدادوں کو اپنی تحویل میں لے لیا ہے اس لئے آستانہ حضرت بابا صاحبؒ بھی اب محکمہ اوقاف کے قبضہ میں ہے۔ اس محکمہ کے ناظم اعلیٰ جناب شیخ محمد اکرم صاحب ہیں جو علم دوست اور ادبی آدمی ہیں۔ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ اوقاف کے کاموں کو عمدہ اور عام پسند بنانے میں کوشاں رہتے ہیں۔ صاحب موصوف نے گذشتہ سال اپنے دورہ کے موقع پر جب وہ آستانہ عالیہ حضرت بابا صاحبؒ میں آئے تھے۔ راقم الحروف سے فرمایا تھا کہ میں چاہتا ہوں کہ حضرت بابا صاحبؒ کا آستانہ مثالی آستانہ بن جائے۔

اوقاف کمیٹی آستانہ حضرت بابا صاحبؒ

اس کمیٹی کے سات ممبر ہیں۔ جنکو گذشتہ سال نامزد کیا گیا ہے:۔

۱۔ ڈپٹی کمشنر صاحب منٹگمری۔

۲۔ ایس۔ ڈی۔ ایم صاحب پاکپتن۔

۳۔ دیوان صاحب! جناب غلام قطب الدین صاحب سجادہ نشین

Marfat.com

آستانہ عالیہ حضرت بابا صاحبؒ۔

۴۔ جناب سید عبد الحلیم شاہ صاحب معینی اجمیری۔

۵۔ جناب حاجی خورشید احمد صاحب۔

۶۔ راقم الحروف سید محمد الیاس مسلم نظامی دہلوی۔

۷۔ منیجر آستانہ شریف جناب محمد رضا خاں صاحب۔

اس کمیٹی کے ممبران حضرت بابا صاحبؒ سے انتہائی عقیدت و محبت رکھتے ہیں۔ اور ان کی کوشش ہے کہ حضرت بابا صاحب کا آستانہ افسران اعلیٰ کی خواہش کے مطابق مثالی آستانہ بن جائے۔ چنانچہ اس سلسلے میں مندرجہ ذیل امور قابلِ ذکر ہیں۔

۱۔ حضرت بابا صاحبؒ کے روضہ مبارک میں سبز رنگ کے سنگ مرمر کا فرش اور باہر دیواروں پر سفید پتھر لگایا جا رہا ہے۔

۲۔ اندرون آستانہ سے دو کانیں ہٹا کر صحن کو صاف کر دیا گیا ہے۔

۳۔ تمام حجروں میں پختہ فرش لگا دیا گیا ہے۔

۴۔ تبرکات کیلئے شیشے کے بکس بنوائے جا رہے ہیں۔

۵۔ عظیم الشان لائبریری قائم کی جا رہی ہے۔

۶۔ عربی درس کا افتتاح کر دیا گیا جس میں طلباء کے خورد و نوش کا انتظام ہے اور یہ عزم ہے کہ جامعہ فریدیہ جامعہ ازہر مصر کی طرح عظیم دینی

Marfat.com

یونیورسٹی بنائی جائے۔

۷۔ صحن آستانہ کی مزید توسیع کے لئے سجادہ صاحب سے ملحق زمین کی استدعا کی گئی جو انہوں نے منظور کرلی ہے۔ اس سے آستانہ کی توسیع۔ مسافروں کی رہائش۔ فقراء کے لئے حجرہ ہائے اعتکاف طلباء کے لئے دارالاقامہ اور "جامعہ فریدیہ" کے لئے موزوں جگہ مل جائے گی۔

۸۔ طلباء کے لئے دس وظائف کا اجراء (سات وظیفہ پچیس روپے ماہوار اور تین وظیفہ پندرہ روپے ماہوار کے ہیں)۔ (یہ سب حالات جون ۱۹۶۴ء تک کے ہیں اس کے بعد اور بہت سے کام ہو چکے ہیں)۔

۱۔ سجادہ نشین جناب دیوان غلام قطب الدین صاحب آستانہ شریف کے ۲۶ ویں دیوان ہیں۔ آپ ہی کی رائے سے روضہ شریف پر سنگ مرمر لگایا جا رہا ہے اور آپ نے آستانہ کو وسیع کرنے کے لئے اپنی بیش قیمت زمین دینا منظور کرلیا ہے۔ مراسم عرس آپ ہی ادا کرتے ہیں۔

۲۔ ڈپٹی کمشنر صاحب منٹگمری جناب کرم داد خانصاحب بہت عمدہ ناظم ہیں۔ دیندار اور پابند صوم وصلوٰۃ انسان ہیں ضلع کی اکثریت آپ کی مداح ہے۔ حضرت باباصاحبؒ کے دربار میں عقیدت سے حاضری دیتے ہیں (تبادلہ ہو چکا ہے)۔

Marfat.com

۳۔ سردار منظور احمد لغاری ایس۔ڈی۔ایم پاکپتن :۔ اسی سال فریضہ حج ادا کر کے آئے ہیں۔ حضرت بابا صاحبؒ سے بڑی عقیدت و محبت رکھتے ہیں۔ اور ہمہ وقت آستانہ کی زیبائش و آرائش۔بہبودگی کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔ آپ ہی کی کوشش سے میونسپل کمیٹی پاکپتن نے آستانہ شریف میں بجلی کے بتیاں نصب کرائی ہیں۔ (تبادلہ ہو چکا ہے)۔

۴۔ حاجی سید عبدالحلیم شاہ صاحب معینی اجمیری : آپ سلطان الہند خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کے آستانہ عالیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ بڑی خوبیوں کے آدمی ہیں۔ تونسہ شریف سے مجاز سلسلہ ہیں۔

۵۔ حاجی خورشید احمد صاحب : کارخانہ کے مالک ہیں۔ مخیر آدمی ہیں۔ اپنے مرشد کے عاشق ہیں۔ نقشبندی ہونے کے باوجود قوالی بڑے ذوق و شوق سے سنتے ہیں۔ سرکاری افسروں کی پارٹیاں ہوں یا فقراء کی مجالس ہر جگہ نظر آتے ہیں۔ شہری مسلم لیگ کے نائب صدر ہیں۔

۶۔ محمد رضا خاں منیجر آستانہ شریف : ان تھک، مظبوط اور دُور اندیش آدمی ہیں۔ کام کرنے کا شوق ہے۔ اکثر بارہ چودہ گھنٹے

Marfat.com

دفتر میں کام کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

ان کا یہ کام سرفہرست ہے کہ انہوں نے آستانہ عالیہ کی تقریباً ۳۰ مربع زمین جو کچھ عرصہ سے بیکار تھی اور اس میں کلر اور شور پیدا ہو گیا تھا۔ ایک زرعی منصوبہ بنا کر کارآمد بنا دیا۔ اب ایک مربع زمین بھی بے کار نہیں ہے۔

۶۔ راقم الحروف سید مسلم نظامی دہلوی۔ حضرت مولانا سید بدرالدین اسحاقؒ کی اولاد میں ہے۔ جن کو حضرت بابا صاحبؒ کی چھوٹی صاحبزادی جناب بی بی فاطمہ منسوب تھیں اور جب حضرت بابا صاحبؒ اور حضرت مولانا صاحبؒ کا انتقال ہو گیا تو آپ کے دونوں صاحبزادوں اور بی بی صاحبہ کو حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ نے دہلی بلوا لیا تھا جہاں حضرت مولانا صاحبؒ کی اولاد کی شادیاں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کی ہمشیرہ کی اولاد سے ہوئیں تھیں۔

راقم دہلی میں سنی مجلس اوقاف کا ممبر اور مرکزی جمعیت صوفیائے ہند (ادارہ تصوف) کا ناظم اعلیٰ تھا۔ ۱۹۴۷ء کے خونی انقلاب میں پاک پتن شریف آ گیا ہے اور آستانہ عالیہ حضرت بابا صاحبؒ کی آر۔ پی۔ سی اوقاف کا ممبر ہونے کی حیثیت سے نظام خانقاہی

Marfat.com

کی اصلی ہیئت جمال اور برقرار رکھنے میں کوشاں ہے اور حضرت باباصاحبؒ کے آستانہ شریف کی خدمت کو خوش نصیبی تصور کرتا ہے

آخری بات

یہ کتابچہ جناب پیرزادہ عبدالمجید صاحب ڈپٹی ایڈمنسٹریٹر مغربی زون کی فرمائش پر تحریر کیا گیا تھا۔

اللہ تعالیٰ میری اور ان کی اس کوشش کو قبول فرمائے اور لوگوں کو حضرت باباصاحبؒ کے حالات سے دین کا سیدھا راستہ حاصل کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمادے۔ آمین ثم آمین۔

دعاگو:-

سید مسلم نظامی

Marfat.com

غزل

بخدا غیرِ خدا در دو جہاں چیزے نیست
بے نشانست کزو نام و نشاں چیزے نیست

چند ما جبہ نشینی بگمانِ دیگراں
خیمہ در کوئے یقیں زن کہ گماں چیزے نیست

ہستیٔ تست حجاب تو دگر نہ پیداست
کہ بجز دوست دریں پردہ نہاں چیزے نیست

بندۂ عشق شدی ترکِ نسب کن جامی
کاندریں راہ فلاں ابنِ فلاں چیزے نیست

غزل

منزلِ عشقت مکانِ دیگراست
مردِ ایں راہ رونشانِ دیگراست

دل خورد زخمے ز دیدہ خوں چکد
ایں چنیں تیر از کمانِ دیگراست

عشق در مدرسہ تعلیم نیست
ایں چنیں علمت بیانِ دیگراست

عاشقانِ خواجگانِ چشت را
از قدم تا سر نشانِ دیگراست

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را
ہر زماں از غیب جانِ دیگراست

احمدا تا گم نہ کردی ہوش دار
ایں جرس از کاروانِ دیگراست

Marfat.com

Marfat.com

باهتمام
چوہدری سلطان محمد مالک نوبہار الیکٹرک پریس ملتان
——★ طبع شد ★——

Marfat.com

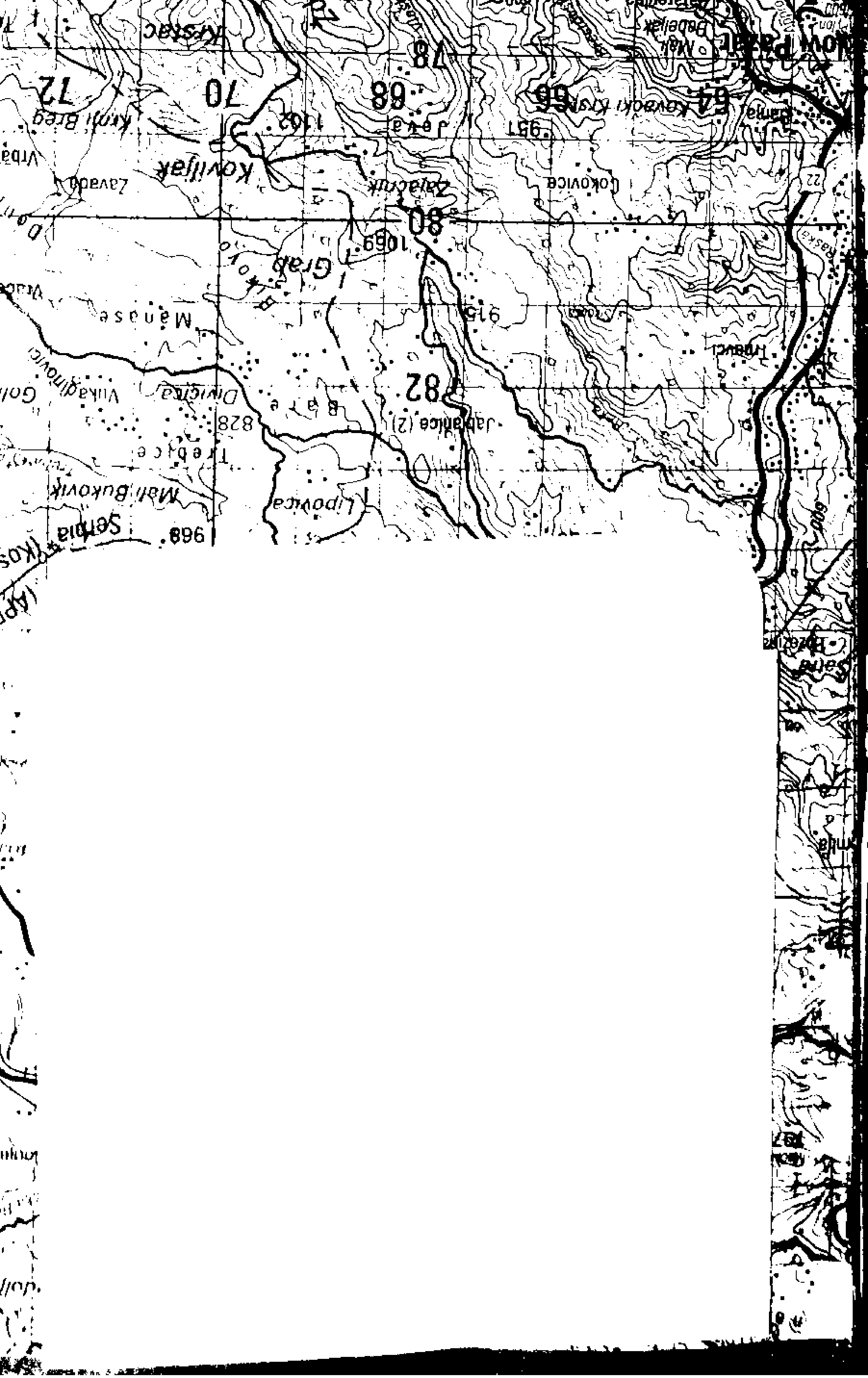
Novi Pazar
Kovilјak
Zajačnik
Čokovice
Mali Bukovik
Lipovica
Trebiće
Manase
Grab
Zavada
Jabланice (2)
Kristac
1162
1069
957
915
828
968
64
66
68
70
72
78
80
82

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com